غیر مسلم اور باطنی خودکش حملہ آوروں کی تاریخ

A Short History of Suicide Bombing

(Carried out by Non-Muslims)

ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی [1]

Abstract

A suicide attack is an attack , in which the attacker determine to kill the enemy or cause great harm, knowing that he or she will certainly be assassinated or die in the result of the attack. It is also known as Homicide bombing. According to the scholar's of the subject, there are mainly three important forms of terrorism. Demonstrative, destructive and suicide terrorism.

Demonstrative terrorism is a political theater aims at gaining publicity to recruit more members or to gain attention like airline hijacking. Destructive terrorism is more dangerous. Destructive terrorists seek to force the enemy with threat of injury or death. For instance, America invaded Iraq and Afghanistan and killed millions of innocent Muslims including women and children.

Suicide terrorism is the most aggressive, adopted as the last resort by the man only in desperation. Such Attacks are observed when the oppressors abuse the powers and make efforts to annihilate the weak opponent. ... suicide attacks by Tamil Tigers against Indian peace keeping force in Sri Lanka.

It is quite astonishing that when the history of suicide attacks is discussed on different ... Shows, Muslims are announced to be the first originator of such activities. Whereas, it must be known that Jews ... such attacks to the world first time in the history. There have been so many non Muslims like Christians, Sikhs, ..., Communist etc who have been found involved in suicide attacks in known history. This research article draws the ... picture of origin of suicide attacks so that we may know the causes and may take some measures to save the world ... destruction.

دورِ ... ت حرب وطرق جنگ وجدال میں تیزی سے تبدیلی آتی رہی ہے۔ بعض ممالک نے اپنے جنگی جنون اور تمام دنیا پر اپنا تسلط ... کرنے کی خواہش میں ایسے مہلک ہتھیار بھی ایجاد کر لئے ہیں جن کے ذریعے دشمن کو لمحوں میں ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کیا ... جنگی جنون کے نتیجے میں ارض و ... نے گذشتہ صدی سے تا حال کروڑوں انسانوں کو لقمہ اجل بنتے ہوئے دیکھا ہے۔ ... (fission) اور انشقاقی (fusion) بم کی ایجاد کے بعد ہر ملک اپنی بقا کے لئے اس کے حصول اور پھر اس طاقت میں زیادہ سے زیادہ ... دوڑ میں شریک ہے۔ میزائل، جدید جنگی بحری اور ہوائی جہاز، زہریلی گیسوں اور دیگر جدید تکنیکی آلات حرب کے ساتھ ... جنگ ... تخریب کاری کے مختلف طریقوں کو دریافت کر کے طاقتور کمزور کو اپنا غلام بنانے اور ساری

[1] اسسٹنٹ ... شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ 9/11 کے بعد دنیا میں اپنے سے کئی گنا طاقتور دشمن پر حملہ آور ہونے کے ایک قدیم طریقے کا جدید تعارف ہوا اور وہ حملہ آور کا اپنی جان کو تلف کرتے ہوئے دشمن پر حملہ کرنا ہے جس کو عرف عام میں خودکش یا فدائی حملہ کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس جدید بم کو (Suicide Bombing) یا (Suicide Attack) کہا جاتا ہے۔ اس کی تعبیر (Homicide Bombing) یا (Genocide Bombing) سے بھی کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں اس طرز کے حملے لئے ہجوم انتحاری، عملیۃ انتحاریۃ، عملیۃ استشہادیۃ اور عملیۃ فدائیۃ کی اصطلاحات رائج ہیں۔

کائنات میں انسان کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی شے اس کی جان ہوتی ہے۔ تاہم خودکش حملہ آور اپنے خاص مقاصد کے حصول کے لئے خودکش دھماکے میں اپنی جان دے دیتا ہے۔ یہ انسانی بم ایسا بم ہے جس کا توڑ ابھی تک کسی بھی ملک کے پاس موجود نہیں۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ خودکش حملے اپنی ابتدائی یا اصل صورت میں تاریخی اعتبار سے نہایت قدیم ہیں۔ جبکہ دور حاضر میں اس کے طریقوں، اہداف ومقاصد نے نہایت ہی جدید شکل اختیار کر لی ہے۔ عمومی طور پر جب خودکش حملوں کی تاریخ بیان کی جاتی ہے تو اس کا آغاز مسلمانوں کے کسی گروہ سے کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں قاری کے ذہن میں یہ تاثر ابھرتا ہے کہ شاید دنیا میں خودکش حملوں کی ابتداء کرنے والے مسلمان ہیں اور اس وقت دنیا میں ہر جگہ مسلمان ہی خودکش حملوں میں مصروف ہیں۔ خودکش حملوں کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے اور دنیا کی کئی اقوام میں کسی نہ کسی صورت میں اس کا تصور پایا جاتا ہے۔

تاریخ انسانی کا پہلا خودکش حملہ اور بائبل

بائبل (Bible) دو حصوں پر مشتمل مختلف کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ دو حصے عہد نامہ قدیم (Old Testament) اور عہد نامہ جدید (New Testament) کے نام سے معروف ہیں۔ عہد نامہ قدیم کو یہودی الہامی کتاب مانتے ہیں جبکہ مسیحی عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں پر ایمان لاتے ہیں۔ عہد نامہ قدیم میں مختلف کتابوں میں سے ایک " کتاب القضاۃ (1) (Judges) (2) ہے۔ جو عہد نامہ قدیم میں ساتویں نمبر پر ہے۔ عہد نامہ قدیم میں ہونے کی وجہ سے یہود و مسیحی حضرات کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مسیحیوں میں کیتھولک (Catholic) اور پروٹسٹنٹ (Protestant) کی بائبل میں کتابوں کی تعداد کے اعتبار سے فرق ہے۔ کیتھولک بائبل میں تہتر (73) کتابیں جبکہ پروٹسٹنٹ بائبل میں چھیاسٹھ (66) کتابیں ہیں۔ (3) یاد رہے کہ کتاب القضاۃ (Judges) عہد نامہ قدیم کی وہ کتاب ہے جس کے خدا کا کلام ہونے پر دنیائے مسیحیت کے دونوں گروہوں کا اتفاق ہے۔ پس اس کتاب پر ایمان لانا یہودیت اور عالم مسیحیت کے لئے لازمی ہے۔

قضاۃ (Judges) میں بنی اسرائیل (Children of Israel) کی تاریخ کی بعض کہانیاں ذکر ہیں۔ یہ کہانیاں بنی اسرائیل کے قومی ہیروز (National Heroes) کے کارناموں پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے اکثر فوجی رہنما تھے۔ اس کتاب میں درج کہانیوں کا اصل درس یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی بقا خدا کے ساتھ وفاداری پر منحصر ہے جبکہ غداری کی صورت میں ہمیشہ تباہی و بربادی

کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاہم جیسے ہی اس کے بندے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ ان کی رہنمائی کے لئے تیار رہتا ہے۔اس کتاب میں مذکوران ہیروز کو قضاہ (Judges) کہا جاتا ہے اسی لئے اس کتاب کا نام کتاب القضاۃ (Judges) رکھا گیا ہے۔(4)

بنی اسرائیل کے ان ہیروز میں مشہور و معروف نام سموسن (Samson) یا شمشون (5) ہے۔بائبل کی کہانیوں میں سموسن کو کافی شہرت حاصل ہے۔بائبل کے مطابق خدا نے بنی اسرائیل کے گناہوں کی وجہ سے ان پر چالیس سال تک فلستیوں (Philistines) کو حکمرانی کے لئے مسلط کر دیا تھا۔خدا نے بنی اسرائیل کی آزادی اور فلستیوں (Philistines) کے خلاف بنی اسرائیل کی مدد کے لئے سموسن کا انتخاب کیا۔سموسن یہودیوں کا ایک غیر معمولی طاقتور رہنما تھا۔ہماری معلومات کے مطابق انسانی تاریخ کا سب سے پہلا شخص جس نے خودکش حملہ کیا بائبل کے مطابق وہ خدا کی طرف سے منتخب کردہ بائبل کا یہودی ہیرو سموسن ہے۔جس نے اپنے اس خودکش حملے میں پانچ فلستیوں (Philistines) کے بادشاہوں، عورتوں، بچوں اور مردوں سمیت تین ہزار افراد کو قتل کر کے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فلستیوں سے نجات دلائی۔یہ واقعہ تقریباً 1200 قبل مسیح میں یعنی حال سے تقریباً 3200 سال پہلے رونما ہوا۔(6) کتاب القضاۃ (Judges) میں سموسن کی کہانی باب 13۔۱۴۔۱۵ اور ۱۶ میں ذکر ہے۔باب 16 میں اس حملے کے بارے میں ذکر ہے:

25 And it came to pass, when their hearts were merry, that they said, Call for Samson, that he may make us sport. And they called for Samson out of the prison house; and he made them sport: and they set him between the pillars.26 And Samson said unto the lad that held him by the hand, Suffer me that I may feel the pillars whereupon the house standeth, that I may lean upon them.27 Now the house was full of men and women; and all the lords of the Philistines were there; and there were upon the roof about three thousand men and women, that beheld while Samson made sport.28 And Samson called unto the LORD, and said, O Lord GOD, remember me, I pray thee, and strengthen me, I pray thee, only this once, O God, that I may be at once avenged of the Philistines for my two eyes.29 And Samson took hold of the two middle pillars upon which the house stood, and on which it was borne up, of the one with his right hand, and of the other with his left.30 And Samson said, Let me die with the Philistines. And he bowed himself with all his might; and the house fell upon the lords, and upon all the people that were therein. So the dead which he slew at his death were more than they which he slew in his life.31 Then his brethren and all the house of his father came down, and took him, and brought him up, and buried him between Zorah and Eshtaol in the buryingplace of Manoah his father. And he judged Israel twenty years. (7)

"اور ایسا ہوا کہ جب ان کے دل نہایت شاد ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ سمسون کو بلواؤ کہ ہمارے لیے کوئی کھیل کرے سو انہوں نے سمسون کو قید خانے سے بلوایا اور وہ ان کے لیے کھیل کرنے لگا اور انہوں نے اس کو دو ستونوں کے بیچ کھڑا کیا تب سمسون نے اس لڑکے سے جو اس کا ہاتھ پکڑے تھا کہا مجھے ان ستونوں کو جن پر یہ گھر قائم ہے تھامنے دے تا کہ میں ان پر ٹیک لگاؤں اور وہ گھر مردوں اور عورتوں سے گھرا تھا اور فلستیوں کے سب سردار وہیں تھے۔ اور چھت پر تقریبا تین ہزار مرد و زن تھے۔ جو سمسون کے کھیل دیکھ رہے تھے تب سمسون نے خداوند سے فریاد کی اے مالک خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے یاد کر اور میں تیری منت کرتا ہوں اے خدا فقط اس دفعہ اور تو مجھے زور بخش تا کہ میں ایک بارگی فلستیوں سے اپنی دونوں آنکھوں کا بدلہ لوں اور سمسون نے دونوں درمیانی ستونوں کو جن پر گھر قائم تھا پکڑ کر ایک پر دہنے ہاتھ سے اور دوسرے پر بائیں سے زور لگایا اور سمسون کہنے لگا کہ فلستیوں کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہی ہے سو اپنے سارے زور سے جھکا اور وہ گھر ان سرداروں اور سب لوگوں پر جو اس میں تھے گر پڑا پس وہ مردے جن کو اس نے اپنے مرتے دم مارا ان سے بھی زیادہ تھے جن کو اس نے جیتے جی قتل کیا۔ تب اس کے بھائی اور اس کے باپ کا سارا گھرانا آیا اور وہ اسے اٹھا کر لے گئے اور صرعہ اور استال کے درمیان اس کے باپ منوحہ کے قبرستان میں اسے دفن کیا وہ بیس برس تک اسرائیلیوں کا قاضی رہا۔" (8)

خلاصہ و نتائج

۱۔ بائبل کے مطابق بنی اسرائیل کو فلسطینیوں سے نجات دینے کے لئے خدا نے سمسون کو پیدا کیا۔ فلسطینی ان پر چالیس سالوں سے حکومت کر رہے تھے۔ خدا نے سمسون کے والدین کو بشارت دی کہ سمسون اپنی ماں کے پیٹ سے لے کر اپنی موت تک خدا کے لئے وقف رہے گا۔

۲۔ سمسون خدا کے منصوبے کے مطابق ایک فلسطینی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہوا اور اس سے شادی کی۔

۳۔ سمسون ایک انتہائی غیر معمولی طاقتور یہودی ہیرو تھا۔ خدا نے اس کو اتنی قوت عطا فرمائی تھی کہ اس نے شیر کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا۔

۴۔ سمسون اتنا طاقتور تھا کہ اس نے ایک گدھے کی جبڑے کی ہڈی سے ایک ہزار فلسطینیوں کو قتل کیا۔

۴۔ سمسون نے غزہ (Gaza) میں ایک بدکار عورت دیکھی اور اس کے پاس گیا۔ غزہ کے لوگوں نے اسے گھیر لیا۔ وہ ساری رات شہر کے پھاٹک پر اس کی گھات میں بیٹھے رہے تا کہ صبح اس کو قتل کریں۔ سمسون آدھی رات تک اس عورت کے پاس لیٹا رہا اور آدھی رات کو اٹھ کر شہر کے پھاٹک کے دونوں پلوں اور دونوں بازوؤں کو پکڑ کر اکھاڑ لیا اور ان کو اپنے کندھوں پر رکھ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا۔

۵۔ سمسون اس کے بعد ایک اور عورت کے عشق میں پڑ گیا جس کا نام دلیلہ (Delilah) تھا۔ فلسطینیوں کے بادشاہوں نے اس عورت کو انعام کے عوض اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ سمسون کی بے پناہ طاقت کا راز اسے بتا دے تا کہ وہ قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ دلیلہ نے تین بار کوشش کی مگر سمسون نے اس کو جھوٹ بول کر ناراض کر دیا۔

۶۔ دلیلہ نے جس کے عشق میں سمسون مبتلا تھا، سمسون کو اپنی محبت اور اصرار سے مجبور کر کے آخر کار اس کی طاقت کا راز پوچھ لیا کہ اس

کے سر پر کبھی استرہ نہیں پھیرا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے ہی خدا کے لئے وقف ہے۔ اگر اس کا سر مونڈ دیا جائے تو اس کی ساری طاقت جاتی رہے گی اور وہ عام آدمیوں کی طرح ہو جائے گا۔ دلیلہ نے سمسون کو اپنی زانوؤں پر سلا کر فلسطینیوں کو بلوا کر اس کا سر منڈوا دیا جس کی وجہ سے سمسون کی ساری طاقت ختم ہوگئی۔ سمسون کو اس بار فلسطینیوں نے گرفتار کر لیا اور اس کی آنکھیں نکال لیں۔

۷۔ فلسطینیوں کے بادشاہوں نے اپنے دیوتا کے شکر میں ایک جشن کا انعقاد کیا جس میں لوگ سمسون کو دیکھتے اور اپنے دیوتا کا شکر ادا [illegible] حوالے کر دیا ہے۔ سمسون کو ان دو ستونوں کے درمیان کھڑا کر دیا گیا جن پر وہ عمارت قائم تھی جو مردوں اور عورتوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں فلستیوں کے پانچ بادشاہ اور اور تقریبا تین ہزار مرد و زن تھے۔ سمسون نے خدا سے دعا کی کہ اسے صرف ایک بار اور طاقت دے دی جائے تاکہ وہ ان سے اپنا بدلہ لے سکے۔ سمسون نے کہا:

Let me die with the Philistines(9)

فلستیوں کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہی ہے۔(10)

سمسون نے ان دو ستونوں کو جن پر پوری عمارت قائم تھی زور لگا کر تمام بادشاہوں اور عمارت میں موجود افراد پر گرا دیا۔ سمسون نے اپنے خودکش حملے کے نتیجے میں اتنے لوگوں کو قتل کیا جتنے اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں مارے تھے۔

۸۔ یہ واقعہ تقریبا 1200 قبل مسیح میں یعنی حال سے تقریبا 3200 سال پہلے رونما ہوا۔

۹۔ انسانی تاریخ کا سب سے پہلا خودکش حملہ بنی اسرائیل کے ایک قومی یہودی ہیرو سمسون نے فلسطینیوں کے خلاف کیا جس کے نتیجے میں اس نے پانچ بادشاہوں سمیت تقریبا تین ہزار مردوں اور عورتوں کو قتل کیا۔ اس واقعے میں مرنے والے افراد کی تعداد 9/11 کے خودکش حملوں میں مرنے والے افراد کے برابر ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے حملوں میں مرنے والے افراد کی تعداد بھی Robert A.Pape کے مطابق 3000 تھی۔(11)

۱۰۔ یہ واقعہ یہودی ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ مشہور و معروف امریکی مصنف Noam Chomsky اس واقعے کے تناظر میں یہودی ذہنیت کی عکاسی Samson Complex سے کرتے ہوئے کہتا ہے:

(12)" we'll bring down the universe,If anybody pushes us too far"

اگر کوئی ہمیں بہت دور تک دھکیلے گا تو ہم کائنات کو منہدم کر دیں گے۔

۱۰۔ تاریخ انسانی کے اس سب سے پہلے یہودی خودکش حملہ آور کی کہانی نظم کی صورت میں ہمارے تعلیمی اداروں میں نصاب کا حصہ ہے۔ بائبل کی اس کہانی کو مشہور و معروف انگریزی دان John Milton (1608-1674) نے Samson Agonistes کے نام سے منظوم انداز میں تحریر کیا ہے جو لندن میں پیدا ہوا اور سات سال تک Christ College, Cambridge میں تعلیم حاصل کر کے ایک اعلیٰ درجے کا Classical Scholar تسلیم کیا گیا۔ اس انگریزی نظم کو ہمارے اسکولز کی انگریزی کی کتاب کی زینت بنایا گیا۔ اس نظم کو Class 9th,Slections From English Verses

and 10th میں پڑھا جا سکتا ہے۔(13) ہماری رائے میں تعلیمی نصاب میں اس قسم کی کہانیاں شامل کرنا اور طلبہ کا ان کو پڑھنا کسی امن کے متمنی معاشرے کے لئے کسی طور پر مناسب نہیں کیونکہ جب طالب علم ابتدائی دور سے ہی ایک ایسے خودکش حملہ آور کی کہانی پڑھے گا جس نے تین ہزار سے زائد افراد کو قتل کیا تو یقیناً اس کے مضر و منفی اثرات اس کی شخصیت، کردار، نفسیات اور معصوم ذہنیت کو شدید طریقے سے متاثر کریں گے۔

Suicide Missions کی ابتدائی صورتیں

خودکش حملہ آوار کا بم، بیلٹ یا کار وغیرہ کے ذریعے سے خودکش حملہ کرنا جدید دور کے خودکش حملوں کی جدید صورت ہے البتہ خودکش حملوں کے اپنی ابتدائی صورت میں کئی ایک واقعات ملتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی میں کئی ایک جماعتیں اور افراد یہ کام کرتے رہے ہیں۔ University of Chicago کے پروفیسر Robert A.Pape خودکش دہشت گردی کے بارے میں کہتے ہیں:

Instances of suicide terrorism did occur earlier, although these were mainly suicide missions rather than suicide attacks, and were much less common than they are now. The three best known of these earlier suicide campaigns were those of the ancient Jewish Zealots, the eleventh- and twelfth –century Assassins, and the Japanese kamikaze during World War II. (14)

"خودکش دہشت گردی کی مثالیں ابتدا میں بھی واقع ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ خودکش حملوں کے بجائے خودکش مشنز تھے اور آج کے مقابلے میں بہت کم عام تھے اس خودکش تحریک میں تین گروہ بہت زیادہ مشہور ہیں زیلوتیس یہودی، گیارہویں اور بارہویں صدی کے حشاشین اور دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپانی کامی کازی۔"

ہر جنگ میں کچھ افراد اپنے ملک وقوم یا مذہب کی خاطر Suicide Mission پر اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں جہاں سے واپس آنا ان کے لئے ناممکن ہوتا ہے اور بہر صورت موت کو گلے لگا کر دشمن کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ امریکی پروفیسر رابرٹ کے مطابق Suicide Terrorism اور Suicide Missions کے واقعات قدیم تاریخ میں بھی ملتے ہیں جن میں سرفہرست Zealots کا دہشت گرد یہودی گروہ ہے۔

زیلوتیس (Zealots) یہودیوں کا دہشت گرد گروہ

زیلوتیس Zealots یہودیوں کا ایک قدیم دہشت گرد خودکش گروہ ہے۔ جن کی کاروائیوں کا مقصد Judea یعنی یہودا کو مشرک رومیوں کے قبضے سے نجات دلانا اور ہر اس شخص کو قتل کرنا تھا جو یہودی مخالف جذبات کو پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کرتا تھا۔ اس گروہ نے تقریباً ۴ قبل مسیح سے لے کر A.D.77 تک اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تشدد کو استعمال کیا اور کئی ایک افراد کو قتل

کیا۔ انہی میں پیدا ہونے والے ایک اور گروہ کا نام Sicarii ہے۔ یہ گروہ چھوٹے خنجروں سے دن دھاڑے یروشلم میں اپنے دشمنوں کو شکار کرتے اور دہشت پھیلاتے۔(15) یہ ہمیشہ خودکش مشن پر ہوتے تھے کیونکہ جوں ہی ان کو گرفتار کیا جاتا انہیں انتہائی عبرتناک طریقے سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا اور صلیب پر چڑھا دیا جاتا یا انہیں زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ زندہ گرفتار ہونے کے بجائے موت کو ترجیح دیتے تھے۔ بائبل کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے حواری شمعون (Simon) بھی زیلوتیس Zealot تھے۔(16) اس گروہ کے بارے میں ہمارا یہ بیان کسی قسم کے تعصب پر مبنی نہیں بلکہ مغربی مصنفین کی تحقیق پر مبنی ہے۔ Robert A.Pape ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

The world's first suicide terrorists were probably two militants Jewish revolutionary groups, the Zealots and the Sicarii. Determined to liberate Judea from Roman occupation, these groups used violence to provoke a popular uprising-which historian credit with precipitating the "Jewish War" of A.D.66-committing numerous public assassinations and other audacious acts of violence in Judea from approximately 4 B.C. to A.D.70.They attacked their victims in broad daylight in the heart of Jerusalem and other centers using small, sicklelike daggers (sicae in Latin) concealed under their cloaks. Many of these must have been suicide missions, since the killers were often immediately captured and put to death-typically tortured and then crucified or burned alive.

One of the earliest attacks was an attempt by ten Jewish Zealots to assassinate Herod, the ruler of Judea installed by Rome, for his role in establishing a set of institutions (such as the gymnasium and the arena, and the display of graven images of Roman emperors)that were particularly inimical to Jewish custom and law. Although the plot ultimately failed, the account of what happened when the Jews were brought before Herod presents a remarkable picture of individuals willing to die to complete their violent mission. (17)

"دنیا کے سب سے پہلے خودکش دہشت گرد غالباً دو یہودی متشدد انقلابی گروہ تھے۔ زیلوتیس اور Sicarii جن کا مقصد یہود کو رومیوں کے تسلط سے آزاد کروانا تھا۔ ان گروہوں نے تشدد کو اختیار کیا تا کہ عوامی بغاوت پیدا کریں جسے مورخین 66 عیسوی کی یہودی جنگ کا سبب خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے تقریباً 4 قبل مسیح سے 70 عیسوی تک Judea میں کئی افراد کو قتل کیا اور کئی ایک دلیرانہ تشدد کے کام کیے انہوں نے اپنے شکار پر دن کی روشنی میں یروشلم کے قلب اور دیگر مراکز میں درانتی نما چھوٹے خنجروں کو استعمال کرتے ہوئے (جن کو لاطینی میں Sicea کہا جاتا ہے) حملہ کیا انہیں وہ اپنے چوغوں کے نیچے چھپا لیتے۔ ان میں سے کئی ایک خودکش مشنز پر ہوتے کیونکہ اکثر قاتلوں کو فوراً پکڑ لیا جاتا اور بدترین تشدد کے بعد قتل کر دیا جاتا اور مصلوب کر دیا جاتا یا زندہ جلا دیا

جاتا۔ان حملوں میں سب سے پہلی کوشش دس زیلوتیسی یہودیوں کا ہیروڈ کو قتل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ جسے رومیوں نے یہودا کا حاکم مقرر کیا تھا۔اسے اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ اس کا ایسے ادارے قائم کرنے میں اہم کردار تھا جو خصوصا یہودیوں کی تہذیب اور قانون کے خلاف تھے۔اگر چہ یہ منصوبہ آخر کار ناکام ہو گیا مگر جب یہودیوں کو ہیروڈ کے سامنے لایا گیا تو جو واقع ہوا وہ ان افراد کی نمایاں تصویر پیش کرتا ہے جو مرنے کی خواہش رکھتے تھے تاکہ وہ اپنے متشددانہ مقصد کو پورا کر سکیں۔"

ان کے بارے میں رابرٹ مزید لکھتے ہیں:

The leader of the Sicarii, Eleazar, is said to have given the following speech just as the Romans were preparing for the final assault on the fortress: This grace has been given to us by God, namely to be able to die nobly and freely.....only our shared death is able to protect our wives and children from violation and slavery... .we, who have been brought up in this way, should set an example to others in our readiness to die.....this -suicide- is commanded by our laws. Our wives and children ask for it. God himself has sent us the necessity for it.(18)

Sicarii کے رہنما Eleazar کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے درج ذیل تقریر اس وقت کی جب رومی ان کے قلعے پر آخری حملے کی تیاری کر رہے تھے:

"یہ عزت ہمیں خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہے یعنی عزت اور آزادی کے ساتھ مر جانا۔۔۔صرف ہماری مشترکہ موت ہی اس قابل ہے کہ ہماری بیویوں اور بچوں کو بے حرمتی اور غلامی سے محفوظ رکھ سکے۔۔۔ ہمیں جنہیں اس طریقے پر گھروں میں پروان چڑھایا گیا ہے دوسروں کے لیے ایک مثال قائم کرنی چاہیے۔ہماری مرنے کے لیے رضامندی میں یہ۔۔خودکشی۔۔ہماری شریعت کا حکم ہے۔ہماری بیویاں اور ہمارے بچے اس کا سوال کرتے ہیں۔خدا نے خود ہمیں اس کی ضرورت ارسال فرمائی ہے۔"

ان کے بارے میں Encyclopedia of Religion and War میں ہے:

The Zealots embraced martyrdom, on the grounds that their deaths represented to God the commitment, not just of their group, but of the entire Jewish people. More practically, Zealots favored death to the imprisonment that would force them to break Jewish law and preferred the suicide of their women and children rather than have them raped or sold as slaves.This was a particular fear regarding Zealot children, who might be taken from their parents and raised as pagans. (19)

زیلوتیس نے اس وجہ سے شہادت کو قبول کیا کہ ان کی موت نے خدا کے سامنے نہ صرف اپنے گروہ بلکہ پوری یہودی قوم کی

طرف سے وعدے کو پورا کیا۔عملاً زیلوتیس نے اسیری پر موت کو ترجیح دی جس نے انہیں اس پر مجبور کیا کہ وہ یہود کے قانون کو توڑیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کی خودکشی کو ترجیح دیں بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ جبراً زنا کیا جائے یا انہیں غلاموں کی طرح بیچ دیا جائے۔ یہ زیلوتیس بچوں کے لیے خاص طور پر خوف کی بات تھی کہ ان کو ان کے والدین سے لے کر مشرک کے طور پر پروان چڑھایا جائے۔

ان معلومات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے قبل زیلوتیس نامی ایک یہودی گروہ رومی حکومت کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا اور ان کے طریق جنگ میں خودکش مشن" انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ایک مجوسی کا خودکش حملہ

Suicide Terrorism جیسا ہی ایک حملہ عالم اسلام پر خلافت راشدہ کے عہد میں ہوا۔اس Suicide Mission کے نتیجے میں اہل ایمان کے امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔عالم اسلام کے خلیفہ دوم کی شہادت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک مجوسی غلام چکیاں بناتا تھا۔حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے روزانہ چار درہم وصول کیا کرتے تھے۔اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اے اہل ایمان کے امیر مغیرہ نے مجھ پر زیادہ بوجھ ڈالا ہے۔آپ اس سے بات کریں۔۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: اپنے آقا کے ساتھ احسان کرو۔آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے معاملے میں بات کریں گے مگر وہ غضبناک ہو گیا اس نے کہا یہ میرے علاوہ تمام کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک خنجر اپنے پاس دھار لگا کر زہر میں بجھا کر رکھ لیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکبیر سے قبل فرمایا کرتے تھے: اپنی صفیں سیدھی کر لو۔ابولولو آپ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے شانے اور پہلو میں وار کئے۔(20) آپ پر حملہ کرنے کے بعد وہ دائیں اور بائیں جس سمت بھی گیا اس خنجر سے تیرہ لوگوں کو زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے۔ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ (21) جب مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے یہ دیکھا تو اس پر ایک لمبی ٹوپی ڈال دی۔پس جب اس موٹے عجمی کافر ابولؤلؤ نے یہ گمان کیا کہ وہ پکڑا گیا ہے تو اس نے اپنا گلا خود کاٹ لیا۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر جب انہیں یہ بتایا گیا کہ آپ پر حملہ کرنے والا مسلمان نہیں تو آپ نے فرمایا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ (22) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری موت ایک ایسے آدمی کے ہاتھ نہیں کی جو اسلام کو دعویٰ کرتا ہو۔

اس غلام کے بارے میں علامہ عینی فرماتے ہیں:

کان هذا الغلام نجارا وقیل نحاتا للأحجار وکان مجوسیا وقیل کان نصرانیا (23)

وہ لڑکا بڑھئی تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ پتھروں کو تراشتا تھا اور وہ مجوسی تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ نصرانی تھا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ عالم اسلام میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کو ۱۳

ہجری میں خلیفہ بنایا گیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی۔اس طرح تقریباً دس سال آپ امیر المومنین کی حیثیت سے عالم اسلام کی خدمت کرتے رہے۔حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولولؤ فیروز نے نہ صرف آپ کو شہید کیا بلکہ کئی مسلمانوں کو شہید کرنے کے بعد آخر میں گرفتاری نہ دینے کے ارادے سے اپنا گلا اپنے ہاتھ سے خود کاٹ لیا۔اس کا یہ عمل دور جدید کے خودکش حملہ آور کے ذہن کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔کیونکہ دور جدید میں بھی خودکش حملہ آور کا اصل مقصد اپنے ہدف کو نشانہ بناتے ہوئے خود اپنی جان دے دینا ہوتا ہے۔اپنی جان بچانے کے خوف میں اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ مجرم گرفتار ہو جائے۔لیکن جو شخص مار کر خود مرنا چاہتا ہو، یا خود مر کر مارنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے مقصد میں زیادہ کامیاب، زیادہ نقصان دہ اور اپنے دشمن کو بے بس کر دینے والا ہوتا ہے۔پس ایک مجوسی کا امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کو شہید کرتے ہوئے گرفتاری دینے کے بجائے خود اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لینا دور جدید کے خودکش حملوں کی ابتدائی صورت کو واضح کرتا ہے۔اس دور میں کیونکہ ایسے آلات ایجاد نہیں ہوئے تھے کہ انسان خود کو ہلاک کرتے ہوئے دوسروں کی بھی جان لے۔اس لئے وہ جتنے لوگوں کو شہید کر سکتا تھا اپنے زہر میں بجھے ہوئے خنجر سے اتنے مسلمانوں کو شہید کیا پھر بالآخر اپنا گلا خود اپنے ہاتھ سے کاٹ لیا۔اس کا یہ عمل اور ارادہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر اس کے پاس بم ہوتا تو وہ یقیناً اس بم کو استعمال کرتے ہوئے کئی مسلمانوں کو مزید شہید کرتا اور اس گرفتاری کے بجائے اس دھماکے میں اپنی جان دینے کو ترجیح دیتا۔

خودکش حملوں کی جدید صورتیں اور غیر مسلم

سابقہ اوراق میں ہم نے تاریخ انسانی کے سب سے پہلے خوکش حملہ آور یہودی سمسون کے ذکر کے ساتھ خودکش مشنز کی ابتدائی صورتوں کا ذکر کیا ہے۔جس سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوگئی کے دہشت گردی اور خودکش حملوں کے موجد اور ترغیب دینے والوں میں اسلام اور اہل اسلام کا نام لینا سراسر ظلم اور تاریخی حقیقت کے خلاف ہے۔خودکش یا فدائی حملوں میں اپنی جان فدا کرنے والے کا مقصد بہر صورت اپنے ہدف کو حاصل کرنا اور دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔کمزور گروہ یا فرد کا اپنے سے طاقتور دشمن کو نقصان پہنچانے کا یہ طریقہ دور قدیم میں بھی کسی نہ کسی صورت میں ہمیں ملتا ہے۔تاہم دور جدید میں اس "انسانی بم" نے انتہائی جدید صورت اختیار کرلی ہے۔بیسویں صدی میں جس گروہ نے اس طریق جنگ کا تعارف جدید انداز سے کرایا وہ جاپانی ہواباز Kamikaze کامی کازی ہیں۔

جاپانی کامی کازی

Japanese Kamikaze

بیسویں صدی کا آغاز انسانی تاریخ کی سب سے بڑی نسل کشی سے ہوا۔جنگ عظیم اول (1914 تا 1918ء) اور جنگ عظیم دوم (1939 تا 1945ء) کے نتیجے میں کم وبیش چھ کروڑ انسان لقمہ اجل بنے جبکہ زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ان جنگوں کے نتیجے میں پوری دنیا نے ناقابل تلافی نقصان اٹھایا۔جنگ عظیم دوم میں شریک دو ممالک جاپان اور امریکہ بھی قابل ذکر ہیں۔جاپان اور امریکہ کے درمیان لڑی جانے والی جنگ 1941ء سے 1945ء تک جاری رہی جس کا اختتام جاپان کی تباہی اور بربادی کی

صورت میں ہوا۔ اس جنگ میں جاپان نے ہتھیار اس وقت ڈالے جب امریکہ نے 6 اگست کو جاپان کے شہر ہیروشیما اور 9 اگست کو ناگاساکی پر ایٹم بم گرایا۔ دوسری جنگ عظیم کا سب سے افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ امریکہ نے جو دنیا میں دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں برسر پیکار ہے اور ایٹمی قوت حاصل کرنے پر کسی بھی ملک کے خلاف اعلان جنگ کرنا اپنا حق سمجھتا ہے جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرائے جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ زندہ بچنے والوں پر اس کے اثرات کس طرح نمودار ہوئے اس کے آثار جاپان کے میوزیم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس جنگ میں جاپانی فوج کے" کامی کازی Kamikaze " نے اپنی جرأت و شجاعت کی وجہ سے بہت شہرت پائی اور جاپانی فوج کا یہی گروہ خودکش حملوں کی جدید صورتوں کا موجد سمجھا جاتا ہے۔

کامی کازی Kamikaze جاپانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مقدس طوفان یا ہوا Divine Wind کے ہیں۔ یہ دو لفظوں پر مشتمل ہے۔ Kami کا معنی "god" خدا، جبکہ Kaze کا مطلب "wind" ہوا، طوفان" ہے۔ انتہائی غیر محتاط، اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے والے کو بھی Kamikaze کہا جاتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جن جاپانی ہوابازوں نے امریکی جہازوں پر حملے کیے ان کو یا ان میں استعمال کیے جانے والے جہازوں کو بھی Kamikaze کہا جاتا ہے(24) جاپانی لفظ kami قدیم جاپانی زبان کا لفظ ہے جس کی ادائیگی shin کے طور پر بھی کی جاتی ہے۔(25) جاپان کا قدیم غیر الہامی مذہب Shintoism ہے۔ اس میں لفظ Kami کی بہت اہمیت ہے۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد فضل الرحمن انصاری رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے ایک جاپانی محقق Motoori کی بات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"Speaking in general, Kami signifies, in the first place, the deities of heaven and earth that appear in the ancient records and also the spirits worshipped in the shrines."

It seems hardly necessary to add that it also includes human beings. It also includes such objects as birds, beasts, trees, plants, seas, mountains, and so forth. In ancient usage, anything whatsoever, which was outside the ordinary, which possessed superior power, or which was awe-inspiring, was called Kami. Eminence here does not refer to meritorious deeds. Evil and meritorious things, if they are extra ordinary and dreadful, are called Kami .(26)

" عمومی طور پر کامی کا لفظ قدیم ریکارڈ میں موجود آسمان اور زمین کے معبودوں کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ لفظ ان روحوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جن کی عبادت مقبروں میں کی جاتی ہے۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اضافہ کیا جائے کہ اس میں انسان بھی شامل ہیں۔ اس میں پرندے، درندے، درخت، نباتات، سمندر اور پہاڑ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ قدیم استعمال کے مطابق کوئی بھی چیز جو خارجی طور پر عام ہو جو اعلیٰ قوت کی حامل ہو یا بہت پرجوش ہو اسے بھی کامی کہا گیا۔ یہاں عظیم ہونے سے مراد قابل تعریف اعمال نہیں ہیں۔ شیطان اور قابل توصیف چیزیں اگر زیادہ غیر معمولی ہوں اور خوفناک ہوں تو انہیں بھی کامی کہتے ہیں۔"

[illegible] Kamikaze کا لفظ اس وجہ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ جب تیرہویں صدی عیسوی

1274ء اور 1281ء میں منگول حکمران قبلائی خان ان پر حملہ آور ہوا تو ان کے مطابق ان کے "خدا" نے دونوں مرتبہ تیز ہوا اور طوفان سے ان کی مدد کی جس کی وجہ سے قبلائی خان کے بحری بیڑے سمندر میں ہی تباہ ہو گئے۔ جاپانی زبان میں اس تیز ہوا یا طوفان کو Kamikaze کہا جاتا ہے۔(27) Kamikaze کا لفظ دوسری جنگ عظیم میں اس وقت زیادہ عام ہوا جب جاپانی فوج کے ایک گروہ نے خودکش فضائی اور بحری حملوں کے ذریعے اپنے ملک کا دفع کرنے کی کوشش کی۔ یہ حملے 25 اکتوبر 1944ء سے 15 اگست 1945ء تک جاری رہے جس میں تقریباً 3843 ہوابازوں نے اپنی جان دی۔ یہ خودکش حملے اگرچہ امریکہ کو شکست نہ دے سکے تاہم ان سے امریکہ کے 375 بحری جہاز ناکارہ اور غرق ہوئے اور تقریباً 12300 امریکیوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کے علاوہ 12300 امریکی فوجی زخمی بھی ہوئے۔(28) اس کے بارے میں Emiko Ohuki نے لکھا ہے:

Near the end of World War II when the American invasion of Japan homeland seemed imminent Onishi Takijiro a navy vice-admiral invented the takko-tai(Kamikaze)operations which made use of powered airplanes, gliders and submarine torpedoes. None was equipped with the means of returning to base. The airplanes best known among the takko-tai operations flew closed to water to avoid detection by radar the under water torpedoes called "human torpedoes" were carried by submarine closed to the target. After they had been launched to avoid detection the pilots made the last stretch toward the moving American ships without aid of Periscope. In the final analysis, Onishi and his right hand men thought the Japanese soul, which had been built up to possess a unique strength to face death without hesitation, was the only mean available the Japanese to bring about a miracle when the homeland was surrounded by American aircraft carriers whose sophisticated radar prevented any other method to destroy them. (29)

"جنگ عظیم دوم کے اختتام پر جب جاپانی سرزمین پر امریکہ کا حملہ قریب ہوا تو Onishi Takijiro نیوی کے وائس ایڈمرل نے takko-tai(Kamikaze) آپریشنز ایجاد کئے جس میں انجن والے ہوائی جہاز، ہوا کے دباؤ سے اڑنے والا طیارہ اور آبدوز گولے استعمال کیے۔ ان میں سے کوئی ایسے ذرائع سے لیس نہ تھا جو ان کو واپس مرکز تک لے آئے۔ ہوائی جہاز کامی کازی حملوں میں پانی کے قریب اڑتے تھے تاکہ ریڈار ان کا سراغ نہ لگا سکے۔ پانی کے اندر تارپیڈو کو انسانی تارپیڈو کہا جاتا ہے۔ آبدوز انہیں اٹھا کر اپنے ہدف تک لے جاتی تھی۔ اپنے اتارے جانے کے بعد ریڈار سے بچتے ہوئے ہواباز حرکت کرتے ہوئے امریکی جہاز کی طرف بغیر Periscope کی مدد سے جاتے۔ آخری تجزیے میں Onishi Takijiro اور اس کے دس راست آدمیوں نے ان جاپانیوں کی روحوں کا خیال باندھا جنہیں اس لیے تیار کیا گیا تھا کہ وہ ایک منفرد قوت کی حامل ہوں جو موت کا سامنا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کر سکیں۔ جاپانیوں کے لیے یہ آخری دستیاب ذریعہ تھا جس کے ذریعے وہ معجزہ دکھا سکتے تھے جب وطن کی سرزمین امریکی بیڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ جس کے عظیم ریڈار نے ہر ایک طریقے کو روکا ہوا تھا جو ان کو تباہ کر سکے۔"

سب سے پہلا حکومت سے منظور شدہ خودکش حملہ جس کامی کازی نے کیا اس کا نام Lt Yukio Seki تھا۔ ایڈمرل Takijiro Onishi نے جس وقت پائلیٹس کو روانہ کرتے وقت کہا:

Japan is in grave danger (he began) the salvation of our country is now beyond the powers of ministers of state, or the general staff, and lowly commander like myself. Therefore on behalf of our 100 million country men, I ask of you this sacrifice and pray for your success. Regrettably, we will not be able to tell you the results. But I shall watch your efforts to the end and report your deeds to the throne. You may all rest assured on this point.....you are already gods, without earthly desires. You are going to enter on a long sleep. (30)

"جاپان سنگین خطرے میں ہے اس نے شروع کرتے ہوئے کہا، ہمارے ملک کی سلامتی اور نجات ریاست کے وزراء اور جنرل سٹاف کی قوت اور مجھ جیسے نچلے درجے کے کمانڈر کی قوت سے باہر ہے۔ میں آپ سے اس قربانی کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں۔ افسوس ناک طور پر ہم کو نتائج نہیں بتا سکتے لیکن میں آپ کی کاوشوں کا اختتام تک مشاہدہ کروں گا اور بادشاہ کو آپ سے اس کی خبر دوں گا۔ آپ سب کو اس نکتے کا تعین کرنا چاہیے کہ آپ تمام ۔۔۔ اب خدا ہیں، تمام زمینی خواہشات سے پاک۔ تم ایک لمبی نیند میں داخل ہونے جا رہے ہو۔"

Christoph Reuter ایڈمرل کا ایک بیان نقل کرتا ہوئے لکھتا ہے:

The salvation of our country lies in the hands of God's soldiers. The only way to destroy our opponents fleet and thus get back on the road to victory is for our young men to sacrifice their lives by crashing their aircraft on enemy ships. (31)

"ہمارے ملک کی نجات خدا کے سپاہیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے دشمن کے بیڑوں کو تباہ کرنے کا واحد راستہ اور فتح کے راستے پر واپس آنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے جوان اپنی جانوں کو اس طرح قربان کر دیں کہ اپنے جہازوں کو دشمن کے بحری جہازوں سے ٹکرا دیں۔"

مسیحی جاپانی خودکش حملہ آور

جاپانی خودکش حملہ آوروں میں مسیحیت سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شامل تھے۔ اس وقت جاپان کی آبادی میں دو فیصد مسیحی موجود تھے ان خودکش حملہ آوروں میں پروٹسنٹ اور کاتھولیک دونوں شامل تھے۔ (32) امریکی ایجنسیز کے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جاپان کے کامی کازی پائلیٹس میں مسیحی بھی شامل تھے مگر وہ اس خودکشی کو گناہ کے بجائے ملک سے وفاداری خیال کرتے تھے۔ اسی لیے انہیں

اپنی جان لینے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ان مسیحی خودکش حملہ آوروں میں Esign Tsukuru Kyoji Fukuya,Ichizo Ishizuka koshiro Hayashiichi Hayashi, اور Takamasa Suzuki قابل ذکر ہیں۔(33)رابرٹ اے پیپ کے مطابق کامی کازی کو عمومی طور پر دہشت گرد خیال نہیں کیا جاتا کیونکہ انہوں نے صرف متحارب امریکی فوجیوں کو نشانہ بنایا تھا اور ان کے یہ حملے ایک منظم قومی حکومت سے منظور شدہ تھے۔تاہم وہ امریکہ کو مذاکرات کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔اس وقت "کامی کازی" جاپان کے لیے دستیاب سب سے مؤثر اور خطرناک ہتھیار تھے۔U.S Strategic Bombing Survey کے مطابق کامی کازی حملہ اس وقت کے حالات میں ہیبت ناک، مؤثر اور عملی اقدام تھا۔(34)

مشرق وسطیٰ کا سب سے پہلا خودکش حملہ

30 مئی 1972ء کو مشرق وسطیٰ کا پہلا خودکش حملہ تین جاپانیوں نے تل ابیب کے قریب بن گورین ایئرپورٹ پر کیا جس کے نتیجے میں 26 افراد ہلاک ہوئے۔ان تین حملہ آوروں میں سے ایک حملہ آور کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔(35)اس حملے میں 17 عیسائی، ایک کینیڈین اور آٹھ اسرائیلی بشمول Aharon Katzir پروٹین بائیوفزیسٹ سربراہ Israeli national Academy of Sciences ہلاک ہوئے۔

تامل ٹائیگرز

(Liberation Tigers of Tamil Eelam(LTTE

تامل ٹائیگرز سری لنکا کی علیحدگی پسند دہشت گرد تنظیم ہے جس نے تاریخی طور پر سب سے زیادہ خودکش حملے کیے ہیں۔Eelam سری لنکا کا تامل نام ہے۔Tamil Eelam تامل باغیوں کی طرف سے سری لنکا کے شمالی اور مشرقی حصے کو دیا گیا غیر سرکاری نام ہے جسے وہ سری لنکا حکومت سے چھین کر الگ کرنا چاہتے تھے۔1987ء سے لے کر 2001ء تک اس گروہ نے 76 خودکش حملے کیے۔جن میں 143 مردوں اور عورتوں نے حصہ لیا(36) یہ گروہ Marxist-Leninist اور لادین ہے جس سے تعلق رکھنے والے مرد اور خواتین ہندو خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔(37)2009ء میں ان کی بغاوت کو مکمل طور پر کچل دیا گیا اور ان کا رہنما Velupillai Prabhakran 18 مئی 2009ء کو مارا گیا۔

اس جماعت کا ایک گروہ جس کا نام Black Tigers ہے خودکش دھماکوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔اس گروہ نے خودکش حملوں کے نتیجے میں 901 افراد کو قتل کیا۔انہوں نے 1991ء میں بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی اور 1993ء میں سری لنکا کے صدر Ranasinghe Premadasa کو بھی خودکش حملوں میں ہلاک کیا۔(38)

سری لنکا نے 1948ء میں برطانوی راج سے آزادی حاصل کی اور 1972ء میں ایک جمہوری ریاست کے طور پر سامنے آیا۔سری لنکا میں 72 فی صد سنہالی (بدھ مت)، 18 فی صد تامل (ہندو) اور 8 فی صد دیگر اقوام کے لوگ ہیں جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔(39) سری لنکا میں موجود تامل دراصل برطانوی سامراج کے دور میں انیسویں صدی کے وسط میں انڈیا سے سائیلون میں آباد

کیے گئے۔1972ء سے قبل سری لنکا کو سائیلون کہا جاتا تھا۔سنہالیوں نے اپنی اکثریت کی وجہ سے تامل قوم کے افراد کے حقوق غصب کیے اور انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کردیا۔مسلسل ظلم وستم کی وجہ سے تامل میں احساس محرومی نے جنم لیا پھر یہی احساس آہستہ آہستہ تشدد کی صورت اختیار کرگیا۔(40) تامل میں یہ احساس شدت اختیار کرتا گیا کہ سنہالی تامل قوم کی قومی شناخت کوختم کرنا چاہتے ہیں جس کے پیچھے بدھ مذہب کے مقاصد کارفرما ہیں۔اپنے حقوق ،قومی شناخت کی حفاظت اور حکومتی مظالم کے خلاف 1972ءمیں تامل طلبا نے کام شروع کیا جو1976ء میں باقاعدہ تامل ٹائیگرز LTTE کی صورت اختیار کرگئی۔سری لنکا میں پہلا خودکش حملہ 5 جولائی 1987ء میں کیا گیا جس میں بارود سے بھرا ایک ٹرک سنہالی فوجیوں کی بیرک سے ٹکرایا گیا جس کے نتیجے میں ستر(70)فوجی مارے گئے۔اس پہلے خودکش حملہ آور کا نام کیپٹن ملر تھا۔(41)اس واقعے کے بعد سے سری لنکا میں باقاعدہ خانہ جنگی کا آغاز ہوگیا اور سری لنکا کی حکومت نے قوت اور طاقت کے زور پر اس بغاوت کو کچلنا شروع کردیا۔(42)اس پہلے خودکش حملے کے ان دن کی یاد کو بڑے طور پر مناتے ہیں۔رابرٹ اے پیپ لکھتے ہیں:

Like other suicide terrorist groups LTTE seeks to glorify suicide attackers after their death by displaying their pictures on posters and holding public processions with pomp and pageantry (singing is common) in their honor. Since 1990 the LTTE has held annual public ceremonies to venerate its "martyrs , In Jaffna July 5 is called "Heroes Day" in memory of the first black Tiger attack. On this day Prabhakaran gives a speech commemorating the Black Tigers and others who have made especially heroic sacrifices for the cause of Tamil independence. In 1993 he said" Our martyrs die in the arena of struggle with the intense passion for the freedom of their people, fought for the liberation of their homeland and therefore the death of every martyr constitutes a brave act of enunciation of freedom. (43)

دوسری دہشت گرد تنظیموں کی طرح LTTE خودکش حملہ آوروں کی موت کے بعد ان کی تعظیم اس طور پر کرتے ہیں کہ ان کی تعظیم میں ان کی تصاویر پوسٹرز پر لگائی جاتی ہیں اور شان وشوکت کے ساتھ جلوس (عام طور پر گانا گاتے ہوئے) نکالے جاتے ہیں۔1990ء سے LTTE کی اپنے شہداء کی تعظیم کے لیے سالانہ عوامی تہوار مناتے ہیں۔5 جولائی کا دن جیفنا میں بلیک ٹائیگرز کی یاد میں "بہادروں کا دن" کہا جاتا ہے۔اس دن پرابھاکرن ،بلیک ٹائیگرز ان لوگوں کی یاد میں جنہوں نے تامل کی آزادی کے لیے اپنی قربانیاں پیش کیں ایک تقریر کرتا ہے۔1993ء میں اس نے کہا ہمارے شہدا کوشش کے میدان میں اپنی قوم کی آزادی کے لیے بہت زیادہ شوق وجذبے کے ساتھ اپنی جان دیتے ہیں۔وہ اپنے وطن کے لیے لڑے ہیں۔اس لیے ہر ایک شہید کی موت آزادی کے اعلان کے دلیرانہ عمل کی بنیاد رکھتی ہے۔"

Christophe Reuter اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

Brain washing methods have played a significant role in the Tamil Tiger organization in its training camps, one hears heroic songs blaring from loud speakers from dusk to dawn. LTTE recruits are not allowed to marry; they are already married to the"Tamil Elam". Nor are they allowed to have sex, for anyone who is chaste and who saves his sperm bestows a magical potency on it or gives it super human power which are then set free at the critical moment. The highest goal drummed repeatedly onto the heads of the youths is to be ready to die for the common cause. "The greatest disgrace is to be caught alive by the enemy" teaches their leader Prabhakaran, and the higest honor is to be invited by him to a"last supper" _an opulent meal normally available only to those who have been chosen for a suicide attack. As Hindus, the Tamils do not look forward to the prospect for a paradise "beyond"………Female units have been included in battles since 1984 and Tamil Tigers training camps have been in place since 1987, with the first woman commanding a rebel unit in 1990……..but women more easily conceal bombs under their cloths by, for example passing themselves off as pregnant. (44)

"ذہنی صفائی کے طریقوں نے تامل ٹائیگرز کی جماعت میں ان کے تربیتی کیمپس میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ایک شخص دلیرانہ گانے سنتا ہے۔جن کو صبح وشام لاؤڈ سپیکرز پر بجایا جاتا ہے۔LTTE میں بھرتی ہونے والوں کو شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ان کی پہلے ہی تامل ایلام کے ساتھ شادی کردی جاتی ہے اور نہ ہی انہیں جنسی خواہش کو پورا کرنے کی اجازت ہے۔وہ شخص جو پارسا ہو،اور جو اپنے ان جراثیموں کو محفوظ رکھتا ہو اس پر (اسے) ایک جادوئی مردانہ قوت عطا ہوتی ہے یا اسے انسانی قدرت سے ماوراایک قوت ملتی ہے جسے نازک لمحے پر آزاد کردیا جاتا ہے۔سب سے عظیم ترین مقصد جو بار بار نوجوانوں کے ذہن میں بٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مشترکہ مقصد کے لیے جان دینے کو تیار ہے۔سب سے زیادہ ذلت یہ ہے کہ دشمن کے پاس زندہ گرفتار ہوجائے یہ بات ان کا رہنما پرابھاکرن سکھاتا ہے۔اور سب سے زیادہ عزت یہ ہے کہ وہ کسی کو آخری رات کے کھانے پر کسی کو بلالے جو عام طور پر ایک پرتعیش کھانا ہوتا ہے صرف ان کے لیے جن کو خودکش حملے کے لیے منتخب کرلیا ہو۔ہندو کی حیثیت سے تامل ماورا جنت کی امید کے لیے قربانی نہیں دیتے۔۔۔۔1984ء سے عورتوں کے یونٹ بھی شامل کیے گئے ہیں اور تامل ٹائیگرز کے کیمپس 1987ء سے موجود رہے ہیں۔۔۔۔۔1990ء میں سب سے پہلی عورت ایک بغاوت کی رہنمائی کرتی رہی ہے۔۔۔۔۔لیکن عورتیں زیادہ آسانی سے بموں کو اپنے کپڑوں کے نیچے چھپالیتی ہیں۔مثال کے طور پر حاملہ عورت کے طور پر گزر جانا۔"

بھارت کا کردار

سری لنکا میں برپا خانہ جنگی کے حوالے سے بھارت کا کردار اپنی عادت کے مطابق انتہائی منافقانہ رہا۔سری لنکا میں برپا اس بغاوت کو ہوا دینے اور حکومت کے خلاف باغیوں کی اسلحہ سے مدد کرنے میں بھارت پیش پیش رہا ہے۔1987ء سے 1990ء تک بھارت

LTTE کو بزور ختم کرنے کی کوشش کی۔ تاہم جب سنہالی اور تامل نے یہ جان لیا کہ بھارت امن قائم کرنے کی آڑ میں سری لنکا کو تباہ و برباد کر کے اس کے حصے بخرے کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے مل کر بھارت کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے بھارت کو واپس نکلنا پڑا۔ سری لنکا میں مارچ 1988ء تک بھارتی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ بھارتی فوجیوں نے تین سے چار ہزار تامل شہریوں کا قتل عام کیا اور لاتعداد تامل عورتوں کی عصمت دری کی۔ اس درندگی کے نتائج سری لنکا میں ہونے والی خانہ جنگی سے زیادہ بھیانک تھے۔ ایک تامل متشدد نے کہا کہ IPKF(Indian Peace keeping Force) سری لنکا کی آرمی سے زیادہ خطرناک و ظالم ہے۔ ایک اور تامل جنگجو کا کہنا ہے:

What horrified the Tamil people was the brutal and ruthless manner the Indian troops conducted the military compaign in callous disregard to human life and property . . . . . innocent civilians including women and children were massacred in a most barbaric manner. Houses were destroyed, temples desecrated, and shops looted. The worst crime committed by the Indian troops was the rape of the Tamil women. Hundreds of Tamil women were raped brutally and most of them were done to death after sexual violence.This brutality deeply wounded the sentiments of the people and the hate for the Indian Army became widespread. The IPKF received the motto as the innocent people killing force. (45)

"جس چیز نے تامل قوم کو خوفزدہ کر دیا وہ بھارتی فوج کا ظالمانہ اور جابرانہ رویہ تھا۔ جو انہوں نے فوجی مہم کے دوران انسانی جان و مال کی ذلت کرتے ہوئے اختیار کیا۔ معصوم شہری بشمول عورتوں اور بچوں کا قتل عام بہت سفاکانہ طریقے سے کیا گیا۔ گھروں کو تباہ کر دیا گیا۔ عبادت گاہوں کی بے ادبی کی گئی اور دکانوں کو لوٹا گیا۔ سب سے برا جرم جس کا ارتکاب بھارتی فوج نے کیا وہ تامل عورتوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کرنا ہے۔ سینکڑوں تامل عورتوں کے ساتھ ظالمانہ طریقے سے اجتماعی زیادتی کی گئی اور ان میں سے اکثر کو جنسی تشدد کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اس ظلم نے لوگوں کے جذبات کو گہرائی کے ساتھ مجروح کیا اور بھارتی فوج کے خلاف نفرت بہت زیادہ پھیل گئی۔ IPKF کا مقصد معصوم لوگوں کو قتل کرنا بن گیا۔

بھارت کے منافقانہ رویے کے بارے میں ایک اور باغی کا کہنا ہے:

Neither the Tamil people nor the LTTE anticipated even in their wildest dreams, a war with India. For the Tamils, India was their protector, guardian and saviour and the presence of the Indian troops was looked upon as an instrument of peace and love. For the LTTE, India was their promoter, a friendly power who provided sanctuary and arm resistance, an ally who respected its role in the liberation war and recognized its political importance. Therefore, the Indian decision to

launch a war against the LTTE shook the Tamil nation by surprise and anguish. (46)

"نہ تو تامل قوم نے اور نہ ہی LTTE نے کبھی مستقبل میں خوابوں میں بھارت کے ساتھ جنگ کا نہ سوچا تھا۔ تامل کے لیے بھارت ان کا محافظ، سرپرست اور نجات دہندہ تھا اور بھارتی فوج کی موجودگی کو امن اور محبت کے آلہ کے طور پر دیکھا گیا۔ LTTE کے لیے بھارت مددگار اور ایک ایسی معاون قوت تھا جس نے انہیں مقدس مقام اور فوجی معاونت فراہم کی تھی۔ ایک ایسا اتحادی تھا جس نے ان کے کردار کی جنگ آزادی میں عزت کی تھی اور ان کی سیاسی اہمیت کو قبول کیا تھا اس لیے بھارت کا LTTE کے خلاف جنگ کے فیصلے نے تامل قوم کو حیرانگی اور سخت اذیت کے ساتھ ہلا دیا تھا۔"

سری لنکا سے فوجیں نکالنے کے بعد جب بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی نے دوبارہ سری لنکا میں بھارتی فوج بھیجنے پر اپنی الیکشن مہم کی بنیاد ڈالی تو ایک تامل خودکش حملہ آور لڑکی نے 19 مئی 1991ء کو راجیو گاندھی کو خودکش حملے میں ہلاک کر دیا۔ اس لڑکی کا نام Dhanu تھا۔ یہ لڑکی بھارتی فوج کی اجتماعی زیادتی کا شکار ہو چکی تھی اور بھارتی فوج نے اس کے گھر کو لوٹنے کے ساتھ اس کے اس کے چار بھائیوں کو بھی قتل کر دیا تھا۔ (47)

سکھ خودکش حملہ آور

سکھوں کا وطن بھارت کے صوبہ پنجاب میں ہے۔ سکھ مت کی ابتدا اسی صوبے سے ہوئی جس کے بانی بابا گرو نانک (1469-1539) تھے۔ بھارتی حکومت کی طرف سے کیے جانے والے مظالم اور ان کے مقدس مذہبی مقامات کی توہین کی وجہ سے سکھوں میں علیحدگی پسند اور متشدد تنظیموں نے جنم لیا جن میں Babbar Khalsa قابل ذکر ہے۔

3 جون 1984 میں بھارتی فوج نے امرتسر میں سکھوں کے مقدس ترین مذہبی مقام Golden Temple پر انتہائی شدید حملہ کیا جسے Operation Blue Star کا نام دیا گیا۔ اس حملے کا مقصد سکھوں کی ایک انتہا پسند تنظیم کو ختم کرنا تھا جس کا رہنما Sanat Jarnail Singh Bhindranwale تھا۔ اس حملے میں Bhindranwale سمیت تقریباً 492 دیگر سکھوں کو قتل کیا گیا اور عبادت گاہ کے کئی حصوں کو منہدم کر دیا گیا۔ اس آپریشن کے بعد بھارتی آرمی نے Operation Woodrose کا آغاز کیا جس میں ہزاروں ان معصوم سکھوں کے گھروں میں گھس کر انہیں گرفتار کیا گیا جنھوں نے کوئی جرم نہ کیا تھا۔ (48) اس ظلم کے نتیجے میں سکھوں کے اندر انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور کئی ایک متشدد گروہوں نے منظم ہو کر اپنے حقوق کے لیے کام شروع کر دیا۔ 1984ء میں اندرا گاندھی کو اس کے دو سکھ محافظوں نے ہی قتل کر دیا جو خودکش مشن پر تھے۔ اسے قتل کرنے کے بعد ان دونوں نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنا اسلحہ پھینک دیا اور کہا" جو ہمیں کرنا تھا وہ ہم نے کر لیا اب تم جو چاہو کر سکتے ہو" اس کے بعد ان دونوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ 1984ء سے 1990ء کے عرصے میں ہزاروں سکھ انتہا پسند تنظیموں میں شامل ہوئے۔ جن

میں درج ذیل قابل ذکر ہیں:

- *Babbar Khalsa International(BKI)*
- *Khalistan Commando Force(KCF)*
- *Khalistan Liberation Force(KLF)*
- *Bhindranwale Tiger Force of Khalistan(BTFK)*
- *All- India Sikh Students Federation*

ان تنظیموں کی طرف سے جو خودکش حملے کیے گئے ان میں سب سے پہلا خودکش حملہ 1993ء میں کیا گیا جبکہ دوسرا 1995ء میں اور مزید دو 1999ء اور 2000ء میں ہوئے۔(49) 31 اگست 1995ء میں دلاور سنگھ نامی ایک خودکش حملہ آور نے بھارتی پنجاب کے چیف منسٹر Benat Singh کو خودکش حملے میں ہلاک کیا۔اس خودکش حملے میں ان کے ساتھ ۱۵ محافظ بھی ہلاک ہوئے۔خود کش حملے سے قبل دلاور نے یہ پیغام دیا کہ میں نے یہ قربانی "شہدا" کی یاد میں دی ہے۔اس کا تعلق BKI سے تھا۔(50)

Gurmit Singh Aulakh.Dr کہتا ہے:

The Indian government wants to break the will of the Sikh Nation and enslave them forever, making Sikhism a part of Hinduism. This can only be stopped if we free Punjab from Delhi's control and reestablish a sovereign, independent country, as declared on October 7, 1987. We must recommit ourselves to freeing our homeland, Punjab, Khalistan. Raise slogans of "Khalsa Bagi Yan Badshah," "Raj Kare Ga Khalsa," "Khalistan Zindabad," and "India out of Khalistan." In spite of India's best efforts, they cannot arrest all of us. Their jails are overflowing as it is. We must keep the pressure on every day to force India to withdraw from our homeland and allow the glow of freedom in Khalistan.(51)

"بھارتی حکومت چاہتی ہے کہ سکھ قوم کی قوت ارادی کو توڑ دے اور انہیں ہمیشہ کے لیے سکھ مت کو ہندو مت کا حصہ بناتے ہوئے غلام بنائے۔یہ صرف اسی صورت میں روکا جا سکتا ہے اگر ہم پنجاب کو دہلی کے تسلط سے آزاد کروا لیں اور ایک آزاد اور خود مختار ملک کا قیام کر لیں جیسا کہ 7 اکتوبر 1987ء کو اعلان کیا گیا۔ہمیں لازمی طور پر اپنے آپ کو اپنے وطن، پنجاب۔خالصتان۔کو آزاد کروانے کے لیے قربان کرنا پڑے گا۔یہ نعرے لگاؤ "Khalsa Bagi Yan Badshah, اور راج کرے گا خالصہ اور انڈیا خالصتان سے باہر"۔بھارت اپنی بہترین کاوشوں کے باوجود تمام کو گرفتار نہیں کر سکتا۔ان کے جیل بھر چکے ہیں۔ہمیں ہر دن بھارت پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ ہمارے وطن سے نکل جائے اور خالصتان میں آزادی کی چمک کی اجازت دیں۔"

KFC کا رکن Jasvinder Singh کہتا ہے:

We were, ourselves, aware, of our shahidi(martydom) and sacrifice but we always thought India to be our country. We never questioned it!....At the time of Operation Blue Star, I was 16....Suddenly all our villages were surrounded by the army.....We started realizing we are not safe –neither ourselves nor our religion. Later, when we went to the[Golden Temple], we saw the marks of the bullets. Bloodstains were still visible...[The Indian government] ruined them[the temple buildings] in order to rid the Sikh mind of the notion that they are a nation. Many buildings were destroyed simply to destroy the culture. ....Everyone understood that if it means saving Sikhism, one had to sacrifice. (52)

"ہم اپنی شہادت اور قربانی کے بارے میں آگاہ ہیں لیکن ہم نے ہمیشہ بھارت کو اپنا ملک سمجھا ہے۔ہم نے کبھی اس پر سوال نہیں کیا ۔آپریشن بلیوسٹار کے وقت میں 16 سال کا تھا اچانک ہمارے تمام قصبات کا فوج نے محاصرہ کرلیا۔ہم نے یہ محسوس کرنا شروع کردیا کہ ہم محفوظ نہیں ہیں۔نہ ہم اور نہ ہمارا مذہب۔بعد میں جب ہم گولڈن ٹیمپل گئے ہم نے وہاں گولیوں کے نشانات دیکھے۔خون کے دھبے ابھی تک دیکھے جاسکتے تھے۔بھارتی حکومت نے مندر کی عمارتوں کو تباہ کردیا تاکہ سکھ قوم کے ذہن سے یہ بات نکالی جاسکے کہ وہ ایک قوم ہیں۔کئی ایک عمارتوں کو تباہ کردیا گیا تاکہ ثقافت کو ختم کردیا جائے۔ ہرایک نے یہ سمجھ لیا کہ سکھ مت کی حفاظت کرنی ہے تو اپنی قربانی دینا ہوگی۔"

اس آپریشن میں اپنے لوگوں کے قتل عام اور مذہبی مقامات کی توہین کی وجہ سے سکھوں نے اپنا بدلہ اس صورت میں لیا کہ 31 اکتوبر 1984ء کو پرائم منسٹر اندرا گاندھی کو اس کے دو سکھ محافظوں نے اس کے اپنے ہی گھر میں گولیوں سے چھلنی کردیا۔اس واقعہ کے بعد سکھوں کو گھروں سے نکال نکال کر ہندوؤں نے خالصتان مانگنے اور اندرا گاندھی کو قتل کرنے کی پاداش میں اتنی بے دردی سے قتل کیا کہ اس کیفیت کو قلم سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔یہاں ثریا حفیظ الرحمٰن جو ان تمام حالات کی چشم دید گواہ ہیں ان کی کتاب سے چند اقتباسات ذکر کرنا مناسب ہوگا:

"دوسرے دن صبح دس بجے کے قریب میرے شوہر باہر جانے کے لیے تیار ہوئے تو دونوں مہمانوں نے بتایا کہ انہوں نے صدر بازار کے ایک گھر سے اپنا کچھ سامان لینا ہے۔انہوں نے ٹیلی فون کرکے ادھر کے حالات پوچھے تو جواب ملا کہ صدر بازار کے سارے علاقہ میں آتش زنی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے،سڑکیں سرداروں کی لاشوں سے پٹی پڑی ہیں۔ ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہے۔اس وقت تو سرداروں کو گھروں سے نکال نکال کر بجلی کے کھمبوں سے باندھ کر زندہ جلایا جارہا ہے۔"

"پھر جب گھر سے نکلے تو ہر طرف گہرے کالے دھوئیں کے بادل چھا رہے تھے۔سڑکوں پر جابجا موٹروں کی شیشوں کی کرچیاں بکھری پڑی تھیں۔جلی ہوئی کاریں،بسیں،ٹرک،سکوٹر اور آئل ٹینکر راستہ روکے ہوئے تھے۔سرداروں کی املاک شعلوں کی نذر ہورہی تھیں دوکانیں لوٹی جارہی تھیں اور جگہ جگہ سرداروں کو کھمبوں سے باندھ کر پیٹرول چھڑک کر زندہ جلایا جارہا تھا۔کوئلہ ہوئے ٹیکسی سٹینڈز اور

بے سیوں افغانستان جمونیوں کے مناظر پیش کررہے تھے۔سکھوں کو زندہ جلانے کے لیے پٹرول، مٹی کا تیل اور گن پوڈر، بے تحاشہ استعمال ہورہا تھا۔"

"جمعہ دو نومبر کی رات بہت ہولناک تھی۔ پرانے شہر میں پوری طرح کرفیو لگا ہوا تھا۔نئی دہلی میں بھی کئی جگہوں پر کرفیو نافذ تھا۔لیکن ٹرانس یمنا کی حالت تو حشر کے میدان میں یوم حساب کا منظر پیش کررہی تھی۔سکھ چنڈال پوریاں یعنی نو آباد سکھ کالونیاں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی تھیں۔گلیوں بازاروں میں سکھ خاندانوں کی متعفن لاشیں کتے اور سور بھنبھوڑ رہے تھے۔بچی کچھی سردارنیاں چیتھڑے لٹکائے پاگل ہوکر سڑکوں پر ماری ماری پھر رہی تھیں۔نئی نویلی دلہنوں کے سہاگ لٹ چکے تھے اور غنڈے ان کے جسموں کو نوچ نوچ کر اور کاٹ کاٹ کر کتوں کے آگے ڈال رہے تھے۔ایسی قتل و غارت گری ہوئی کہ ہر بستی مذبح خانہ بن گئی۔ٹخنوں تک انسانی خون میں لتھڑے ہوئے ہندو درندے،غول بیابان بن چکے تھے۔یہ کہانی نہیں حقیقت ہے۔میں صرف ایک عمارت کے مکینوں کو اس جہان سے رخصت کرنے کی چھوٹی سی خبر لکھ رہی ہوں۔ایک ہی کنبے کے لوگ جو ایک بلڈنگ کے (احاطے) میں اکٹھے ہنستے بستے رہ رہے تھے۔اس احاطے کے اکیس آدمیوں میں سے صرف ایک اسی سالہ بوڑھے کو دانستہ زندہ رکھا گیا۔باقی سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔جوان لڑکیوں کو چماروں کے سپرد کردیا گیا اور باقی بچوں عورتوں کو کلہاڑیوں ٹوکوں سے ٹکڑے کر کے سوروں اور کتوں کے آگے ڈھیر لگا دیئے گئے"۔(53)

جانباز فوجی اور خودکش مشنز

جنگوں کی تاریخ میں دنیا کے ہر خطے اور ہر قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے مذہب،قوم،وطن یا کسی اور اپنے مقصد کے لیے اپنی جان فدا کردیتے ہیں۔ایسے افراد کو قوم کے لوگ شہید (یا اپنی وضع کردہ کسی اور اصطلاح) کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ان کی یاد میں قومی دن منائے جاتے ہیں اور ان کے تعظیم و توقیر کی جاتی ہے جس سے قوم کے افراد میں ان کی نہ صرف قدر پیدا ہوتی ہے بلکہ ان کی تقلید کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔تاہم یہ کام انتہائی مشکل ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس مہم میں یقینی طور پر میری جان چلی جائے گی کوئی سپاہی اپنے فرض کو پورا کرتے ہوئے کفن بردوش دار و رسن کو چومنے نکل کھڑا ہوتا ہے۔اس بارے میں بزدلی کی ایک حالیہ مثال جنگوں کی تاریخ میں ان 17 امریکی فوجیوں نے قائم کی جب 2004ء میں انہیں عراق میں ایک خودکش مشن پر بھیجا جانے لگا تو انہوں نے صاف انکار کردیا جس کی پاداش میں انتہائی سخت تفتیش کا سامنا کرنا پڑا۔(54)

امریکی افواج میں خودکشی کا رجحان

امریکی فوج میں خودکشی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔2006ء کی رپورٹ کے مطابق عراق میں جنگ کے لیے بھیجے گئے فوجیوں میں ایک لاکھ فوجیوں میں خودکشی کا رجحان 9.19 تک بڑھ چکا ہے۔رپورٹ کے مطابق عراق میں 2005ء میں 22 فوجیوں نے خودکشی کی جبکہ 2004ء میں 12 اور 2003ء میں 25 فوجیوں نے خود کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاک کرڈالا۔(55) اسی طرح بی بی سی کی 2012ء کی رپورٹ کے مطابق امریکی فوجیوں میں خودکشی کا رجحان اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اوسطاً روزانہ ایک امریکی فوجی خودکشی کی

وجہ سے ہلاک ہوتا ہے۔ پینٹا گون کے ترجمان کا کہنا ہے کہ یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے اور ہمیں فوج میں خودکشی کے اس رجحان پر انتہائی تشویش ہے۔(56) حال ہی میں امریکی نیوی کے کمانڈر Price. Job W.Cdr نے افغانستان میں خودکشی کی جس سے امریکی فوج کی بڑھتی ہوئی مایوسی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔(57)

ایثار پسندانہ خودکشی Altruistic Suicide

انسان بعض اشیاء یا شخصیات سے اس قدر گہرا تعلق رکھتا ہے کہ اس کی خاطر اپنی جان دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ محبت و ایثار کے جذبے سے مامور شخص خود کو کسی وجہ سے نقصان میں ڈال دیتا ہے اور بسا اوقات اسی جذبہ ایثار کی وجہ سے اسے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ والدین کا اولاد کے لیے، فوجی کا اپنے ملک اور دیگر دوستوں کے لیے، عام شہری کا اپنے مذہب اور ملک کے لیے اپنی جان کو ہلاک کرنا یہ تمام اسی قربانی کی مثالیں ہیں۔ بعض اوقات معاشرتی اقدار یا حالات و واقعات انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی جان جسے وہ سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے بخوشی قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ جیسے ماں کا اپنے بچے کی جان بچانے کے لیے خود کو ہلاکت میں ڈالنا، ایک فوجی کا دوسرے ساتھیوں اور دوستوں کو بچانے کے لیے خود آگ میں کود جانا۔ وہ شہری جو اپنے ملک وقوم کے لیے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور انہیں معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف جو شخص ایسے وقت میں ملک وقوم پر خود کو ترجیح دے اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یعنی ایسی قسم جس میں معاشرتی روایات خودکشی کو طلب کرتی ہیں یا اسے آسان بنا دیتی ہیں۔ جیسے انڈیا میں "ستی" کی رسم جس میں بیوہ ہونے والی عورت خود کو اپنے شوہر کی "چتا" میں پھینک دیتی ہے یا جاپانیوں میں Hara-Kiri کا عمل جس میں غیرت کے مارے جاپان کے جاں باز نوجوان اپنا پیٹ چاک کر کے خودکشی کر لیتے ہیں۔ اس کے بارے میں Durkheim لکھتے ہیں:

So we call the suicide caused by intense altruism altruistic suicide. But since it is also characteristically performed as a duty, the terminology adopted should express this fact. So we will call such a type obligatory altruistic suicide. (58)

یعنی وہ خودکشی جس کا سبب انتہائی درجہ کا ایثار و قربانی ہو ہم اس کو ایثار پسندانہ خودکشی کہتے ہیں۔ لیکن کیونکہ اس کا ارتکاب ایک فرض کے طور پر کیا جاتا ہے اس لیے ہم اسے ناگزیر ایثار پسندانہ خودکشی کہتے ہیں۔

Durkheim نے اس حوالے سے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہے:

Danish جنگوؤں کا بیماری یا بڑھاپے میں بستر پر مرنے کو بے عزتی خیال کرتے خودکشی کرنا تا کہ وہ رسوائی سے بچ سکیں۔

Goth یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو طبعی موت مرتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے ایسے غاروں میں تنہا رہتے ہیں جہاں زہریلے جانور ہوں گے۔

مغربی گوتھ Visigoth کے علاقے میں ایک انتہائی بلند پہاڑ کی چوٹی ہے جسے The Rock of the

Forefathers کہا جاتا ہے جہاں سے بوڑھے لوگ زندگی سے تنگ آ کر چھلانگ لگا کر خودکشی کرتے ہیں۔

Brahmin Calanus نے اپنے ہاتھوں سے خودکشی کی جیسا کہ یہ اس کے ملک کی روایت اور قانون تھا۔

عورتوں کا اپنے شوہر کی موت پر خودکشی کرنا۔ جیسے ہندوستان میں ستی کا رواج

Gaul کی روایات کے مطابق جب شہزادے یا چیف کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے متبعین سے اس کے ساتھ دنیا سے چلے جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ان کے جنازوں میں ان کے گھوڑوں، محبوب غلاموں کو بھی ان ساتھیوں کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا جو اس کے ساتھ آخری جنگ میں زندہ بچ گئے تھے۔

قدیم غیر ترقی یافتہ قوموں میں خودکشی کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ عورتوں اور مردوں کا بڑھاپے کی دہلیز یا بیماری میں خودکشی کرنا۔

۲۔ عورتوں کا اپنے شہروں کی موت پر خودکشی کرنا۔

۳۔ اپنے چیف کی موت پر متبعین اور غلاموں کا خودکشی کر لینا۔

[illegible] اپنی روایات کے لیے اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے اس کے ذہن میں بنیادی بات یہی ہوتی ہے کہ Because it is his duty" یعنی یہ اس کا فرض تھا۔ اگر وہ ان روایات کا احترام نہ کرے تو مذہبی پابندیوں کی وجہ سے وہ لائق احترام نہیں رہتا۔ Durkheim نے کئی مذاہب اور معاشروں جیسے ہندومت، بدھ مت، جین مت وغیرہ کے خودکشی کے حوالے سے کئی ایک نظائر تحریر کرنے کے بعد ایثارانہ خودکشی کو مزید تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ فرض خودکشی Obligatory Altruistic Suicide

۲۔ اختیاری خودکشی Optional Altuistic Suicide

۳۔ متصوفانہ خودکشی Mysticle Suicide

Durkheim کی تحقیق کے مطابق عام شہریوں کے مقابلہ میں فوجیوں میں خودکشی کرنے کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ ان کا خاص معاشرتی ماحول، تنہائی، شراب نوشی، قربانی کا خاص جذبہ اور طرز تعلیم و رسوم کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق فوجیوں میں خودکشی کی ایک قسم رضا کارانہ موت یا Heroic Suicide بھی ہے نیز انہوں نے Military Suicide کو بھی altruistic suicide کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ اس قسم کی خودکشی کو جس میں انسان اپنے ملک و قوم، معاشرتی روایات یا خداؤں کے لیے رضا کارانہ طور پر موت کو قبول کر لیتا ہے اسے کئی معاشروں میں خودکشی شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً Cato اور Girondins کی موت Esquirol اور Falret کے لیے خودکشی نہیں تھی۔ اسی طرح Canary Islands کے باشندے اپنے خداؤں کی تعظیم و خوشی کے لیے خود کو کسی کھائی میں پھینک دیتے ہیں اور اسے ان کے نزدیک خودکشی خیال نہیں کیا جاتا۔ Durkheim کے مطابق جہاں کہیں ایثار پسندانہ خودکشی کی روایت رائج ہوگی وہاں فرد اپنی جان قربان کرنے کے لیے ہر لمحہ تیار رہے گا۔ (59)

یہودیوں میں سمسون، Sicarii اور زیلوتیس اپنے فدائی اور خودکش مشنز کے حوالے سے قابل ذکر اور مشہور ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جنہوں نے اسرائیل کے قیام اور اس کے دفاع میں اپنی جانیں دیں ان کی یاد میں اسرائیل میں قومی سطح پر عبرانی تقویم کے مطابق 5th Iyar کو Remembrance Day منایا جاتا ہے۔(60) اسی طرح سے حششیشین، جاپانی کامی کازی اور دیگر کا تذکرہ ہم سابقہ اوراق میں کر چکے ہیں۔ اب ہم بالخصوص بعض دیگر فوجی جانبازوں کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے اپنے وطن یا مذہب کی خاطر فدائی مہمات میں حصہ لیتے ہوئے اپنی جان قربان کردی اور انہیں ان کی قوم کی طرف سے قومی ہیرو قرار دیا جاتا ہے۔

مکابی

Maccabees

یہودیوں کے مطابق مکابی خدا کی منتخب کردہ وہ فوج تھی جسے خدا نے اسرائیل کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ ان کا زمانہ تقریباً 150 ق۔م کا ہے۔(61) مکابیوں کی کتابوں میں یہودیوں کے بہت سے عظیم رہنماؤں کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے اپنی جان فدا کرنا اپنے ایمان اور حرام کے ارتکاب کے مقابلے میں زیادہ آسان سمجھا۔ ان میں ایک معروف نام Eleazar کا ہے جو شریعت کا بڑا عالم تھا۔ جب حکومت وقت کی جانب سے اس پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے تو اس کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا مگر اس نے خنزیر کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا۔ اس کے پاس خنزیر کا گوشت کھانے اور موت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار تھا۔ اس نے موت کو قبول کیا اور خود مقتل کی جانب بخوشی چل پڑا اور اپنے آپ کو پیش کر دیا۔(62)

یروشلم میں ایک شخص جس کا نام Razis تھا یہودیوں میں "یہودیوں کے باپ" کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ Nicanor کے خلاف غداری میں ملوث ہے اور اپنی قوم کی مدد کرتا ہے اور ان کے درمیان انتہائی لائق تعظیم ہے۔ اس نے Razis کو گرفتار کرنے کے لیے 500 فوجیوں پر مشتمل ایک دستہ بھیجا تاکہ یہود کی تذلیل کی جا سکے۔ جس قلعے میں Razis موجود تھا جب فوجیوں نے اسکے دروازے کو آگ لگانے کا ارادہ کیا تو اس کو یقین ہو گیا کہ اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے لہٰذا اس نے ان فوجیوں کے ہاتھوں مارے جانے کے بجائے خودکشی کرنے کو ترجیح دی۔ پہلے اس نے خود کو تلوار سے ختم کرنے کا ارادہ کیا مگر جب فوجی قلعے کے اندر گھس آئے تو وہ قلعے کی دیوار پر چڑھ گیا اور وہاں سے قلعے کے نیچے موجود عوام میں ایک بہادر ہیرو کی طرح چھلانگ لگا دی۔ عوام نے جگہ چھوڑ دی اور وہ زمین پر آ گرا۔ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا مگر اس کے باوجود وہ ابھی زندہ تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور عوام میں سے بھاگتا ہوا ایک نشیبی چٹان پر چڑھ گیا۔ اب وہ خون میں مکمل نہایا ہوا تھا۔ He tore out his intestines with both hands اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنتوں کو پھاڑ ڈالا اور انہیں لوگوں کی طرف پھینک دیا۔ اس طرح وہ مر گیا۔(63)

ڈچ فوجی

Yu Yonghe نے اپنے سفرنامے "Small Sea Travel Diaries" میں زخمی ڈچ فوجیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ 1661ء

میں تائیوان کا کنٹرول حاصل کرنے ڈچ فوجیوں نے Koxinga's کے خلاف لڑتے ہوئے گن پاؤڈر کا استعمال کیا۔ جب وہ زخمی ہو جاتے تو خود کو اور اپنے دشمن کو جلاتے ہوئے وہ اس پاؤڈر کا استعمال کرتے اور زندہ گرفتار ہونے کے بجائے اس خودکش حملے کو ترجیح دیتے۔

جرمنی کے Leonidas Squadron

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے سویت یونین کے خلاف ہوائی خودکش حملوں کے لیے Leonidas Squadron کو استعمال کیا۔ اس میں 35 جرمن پائیلیٹ شامل تھے جنہوں نے اس خودکش مشن میں حصہ لیا۔ ان کا مقصد اپنی جان قربان کرتے ہوئے ان ۳۲ پلوں کو تباہ کرنا تھا جو دریائے کے اوپر اور اس کے نیچے بنے ہوئے تھے۔ یہ حملے 17 اپریل 1945 سے 20 اپریل 1945 تک جاری رہے۔ اس مشن کو "self-sacrifice mission" کہا جاتا ہے۔ اس اسکوارڈن کی کمانڈ Lieutenant Colonel Heiner Lange کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس کے آخر میں یہ کلمات لکھے ہوئے تھے:

"I am above all clear that the mission will end in my death"

[illegible] تقریب رقص کا اہتمام کیا گیا جس میں خود کو قربان کرنے والے ان ہوابازوں کے ساتھ لڑکیوں نے رقص کیا۔ اگلے دن ان ہوابازوں نے اپنی جان اپنے ملک کے دفاع میں قربان کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ ان حملوں کے نتیجے میں سترہ پلوں کو تباہ کیا گیا مگر Antony Beevor کی تحقیق کے مطابق یہ مبالغہ ہے۔ (64)

اسرائیلی کائی ڈون Kidon

دنیا کی ہر خفیہ ایجنسی میں جاسوسوں کا ایک ایسا گروہ ضرور ہوتا ہے جو خودکش مشن پر ہوتا ہے۔ جنہیں اس بات کی خصوصی تعلیم دی جاتی ہے کہ دشمن کے ہاتھوں اذیت ناک موت سے بچنے، اپنے ساتھیوں کے نام بتانے اور ملکی راز دینے کے بجائے موت کو ترجیح دی جائے۔ ان کے اس اقدام اور قربانی کو سراہا بھی جاتا ہے۔ اسی طرح کا ایک گروہ یہودیوں کی خفیہ تنظیم موساد سے تعلق رکھتا ہے جس کا نام کائی ڈون ہے۔ یہ دراصل موساد کا ایک قاتل گروہ ہے جس کا کام دنیا کے کسی بھی حصے میں حکم ملنے پر متعلقہ شخصیت کو بہر صورت قتل کرنا ہوتا ہے۔ خواہ اس کی قیمت اپنی جان کے عوض کیوں نہ چکانی پڑے۔ ان لوگوں کی قمیصوں کے کالر ہمیشہ زہر میں بجھے ہوئے ہوتے ہیں تا کہ شناخت ہونے سے پہلے یا دشمن کے ہتھے چڑھنے سے پہلے وہ زہر چاٹ کر اپنا راز اپنے ساتھ قبر میں لے جائیں۔ (65)

چائینیز خودکش حملہ آور

1938ء میں چین اور جاپان کے درمیان خون ریز جنگ ہوئی جسے The Battle of Tai'erzhuang کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں چین نے اپنے فوجیوں کے ذریعے خودکش حملوں کو جاپان کے خلاف کامیابی سے استعمال کیا جس کے نتیجے میں جاپان کو شکست ہوئی۔ ان خودکش حملہ آوروں کو "Dare to Die Troops" کہا جاتا تھا۔ ان خودکش حملہ آوروں نے ان حملوں میں Suicide Vests کو جاپانی ٹینکوں کے خلاف استعمال کیا جو 24 ہینڈ گرینیڈ پر مشتمل تھیں۔ اس جنگ میں چینی فوجی اسلحے کی کمی کے باعث بموں کو اپنے سینے سے باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ جاتے تھے۔ ان خودکش حملوں میں عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ (66)

حشاشین

Assassins

فاطمین مصر کے دور میں حشاشین کے نام سے ایک گروہ اپنی دہشت گردی، پیسوں کے عوض قتل و غاری اور خودکش حملوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے پیشے میں انتہائی جوش و جذبے سے حصہ لیتے تھے یہاں تک کہ اپنے ہدف کو حاصل کرنے اور دشمن کو ہر صورت نقصان پہنچانے کے لیے یہ اپنی جان فدا کر دیا کرتے تھے اسی لیے ان کو "فدائی" بھی کہا جاتا ہے۔ حشاشین کو باطنی، فدائی، اسماعیلی یا نزاری کہا جاتا ہے۔ اسماعیلی ایک مذہبی فرقہ ہے ان کے عقیدے کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد ان کے سب سے بڑے صاحبزادے اسماعیل امام ہوئے۔ جبکہ امامیہ کے نزدیک امامت امام موسیٰ کاظم کو منتقل ہوئی۔ اس لیے اسماعیلیہ کے نزدیک اسماعیل ساتویں امام ہیں اسی لیے اس فرقے کو اسماعیلیہ کہا جاتا ہے۔

حشیشیہ کے بارے میں دائرہ معارف میں ہے کہ یہ نام ازمنہ متوسطہ میں اسماعیلی فرقے کی نزاری شاخ کے شام میں رہنے والے پیروں کا پڑ گیا تھا۔ صلیبیوں نے اس نام کو شام سے یورپ میں پہنچا دیا۔ صلیبیوں کے مغربی ادب نیز یونانی اور عبرانی کتابوں میں یہ نام مختلف شکلوں کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔ فدائی کی شکل میں اس نے آخر کار فرانسیسی اور انگریزی میں راہ پائی اور اس کی مترادف شکلوں میں اطالوی ہسپانی اور دوسری زبانوں میں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل یہ لفظ دین دار یا جو شیلے کے معنی میں استعمال ہوتا تھا اس طرح فدائی کے ساتھ بھی مطابقت رکھتا تھا۔ بارہویں صدی عیسویں میں بھی پرووینسلی Provencal شعراء خواتین کے ساتھ اپنی جاں نثارانہ محبت میں اپنا موازنہ فدائیوں کے ساتھ کرتے تھے۔ لیکن جلد ہی نزاریوں کی سفاکانہ تدبیروں نہ کہ ان کی فدائیت نے، یورپی زائرین کو مشرق کی طرف کھینچا اور اس لفظ کو نئے معنی دیئے اور شام میں ایک پراسرار فرقے کا نام ہونے کی وجہ سے فدائی قاتل کے معنی میں ایک اسم نکرہ بن گیا۔ دانتے پہلے ہی اسے استعمال کر چکا ہے اور جو چودہویں صدی کے نصف آخر میں اس کے شارح Francesco Dabuti نے اس کی یہ توضیح کی ہے کہ فدائی سے مراد وہ شخص ہے جو روپیہ لے کر (اجیر بن کر) کسی دوسرے کو قتل کرتا ہے۔(67)

اسماعیلی فرقوں میں تین بہت مشہور ہیں۔ قرامطہ، دروزیہ اور نزاریہ۔ قرامطہ کا بانی حمدان بن اشعث تھا جبکہ دروزیہ کے داعیہ مشہور عجمی حسن بن حیدرہ فرغانی، حمزہ بن زوزنی اور محمد بن اسماعیل درازی ہیں۔ درازی کی طرف منسوب ہونے سے دروزی کہلائے لیکن ان کا حقیقی بانی حمزہ بن زوزنی ہے۔(68) جبکہ نزاری یا باطنی فرقے کا بانی حسن بن صباح ہے۔ فاطمی حکمران ابو تمیم مستنصر باللہ (427ھ-487ھ) کی اولاد میں سے تین مشہور ہیں۔ سب سے بڑا بیٹا نزار، عبد اللہ اور مستعلی جو سب سے چھوٹا تھا۔ نزاری فرقے کو نزار کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے نزاری کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں تاریخ فاطمین مصر میں ہے:

ابتدا میں حسن بن صباح ایک معمولی ایرانی شخص تھا جو شہر طرطوس میں رہا کرتا تھا۔ لیکن اتفاق سے وہ اسماعیلیوں کے بڑے ایرانی داعی ناصر خسرو کے زیر اثر آ گیا۔ ناصر خسرو نے اس سے مستنصر کی بیعت لے لی۔ چند دنوں کے بعد اس کی ملاقات ایک اور اسماعیلی داعی

سے ہوئی جس نے اسے مصر جانے کا مشورہ دیا۔ 467ھ میں وہ مصر پہنچا اور اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے اسماعیلی دعوت میں بڑی شہرت پائی۔ بلاد عجم میں دعوت پھیلانے کی خواہش پر اسے مستنصر نے اجازت دی۔ خود حسن بن صباح کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے مستنصر سے پوچھا کہ آپ کے بعد میرا امام کون ہے مستنصر نے جواب دیا میرا بیٹا نزار اس زمانے میں مستنصر کے دو بیٹے نزار اور عبد اللہ آپس میں امامت پر جھگڑتے تھے۔ ہر ایک خود امام بننا چاہتا تھا۔ ہر بیٹے کے ساتھ ایک جماعت ہو گئی۔ چنانچہ نزار کے ساتھ حسن بن صباح اور اس کے ہم خیال ہو گئے۔ ان دنوں مصر کا وزیر بدر الجمالی چاہتا تھا کہ مستعلی کو امامت ملے تا کہ وہ مستعلی کے کم سن ہونے کی وجہ سے تمام حکومت کو اپنے قابو میں رکھ سکے۔ دربار کے سربرآوردہ عہدہ دار بھی اس کی تائید میں تھے۔ اس سبب سے بدر الجمالی اور حسن بن صباح کے درمیان جو نزار کا حامل تھا مخالفت ہو گئی۔ حسن بن صباح کی شہرت اور مستنصر سے اس کا تقرب انہی باتوں نے اس مخالفت کو اتنا بڑھا دیا کہ بدر الجمالی، حسن بن صباح کو مستنصر کی ملاقات سے بالکل روک دیا اور زبردستی اس کو ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف روانہ کر دیا۔ سمندر باوجود طوفان برپا ہونے کے حسن بن صباح صحیح سالم شام پہنچ گیا۔ وہاں سے وہ اصفہان روانہ ہوا جہاں وہ نزار کی امامت کی تبلیغ کرتا رہا۔ اس کے تابعین کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا گیا یہاں تک کہ اس نے مشہور قلعہ "الموت" پر قبضہ کر لیا اور اپنے ماننے والوں کو ایسی دعوت دی کہ وہ سب اس کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان فدا کرتے تھے اسی وجہ سے ان کو فدائی کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے دوسرے اسلامی ممالک میں ایسی دھاک بٹھا دی کہ تمام حکمران ان کے نام سے کانپتے تھے۔ مصر نزاریہ فرقے کو نزار کی شکست کے بعد بہت قوت حاصل ہوئی۔ اس فرقے کے افراد نے خلیفہ آمر کو قتل کیا۔ (69)

الموت کو مستقر بنا کر حسن بن صباح نے اسماعیلی دعوت کی تبلیغ شروع کی دعوت کا وہی نظام قائم کیا جو مصر میں موجود تھا۔ صرف چند [illegible] (ارکان) مثلاً رفیق، لاحق اور فدائی کا اضافہ کیا۔ فدائیوں میں نرے ان پڑھ جانباز نوجوان شریک کیے جاتے تھے صرف ہتھیار استعمال کرنے کا فن انہیں سکھلایا جاتا تھا۔ یہ سپاہی حسن کے حکم کی بے عذر آنکھیں بند کر کے تعمیل کرتے۔ جس کے قتل کا اشارہ ہوتا اس کے پاس نئے نئے بھیس بدل کر جاتے۔ اس سے مل کر اس کے مزاج میں رسوخ پیدا کرتے اس کے معتمد علیہ بنتے اور موقع پاتے ہی اس کا کام تمام کر دیتے۔

ان خون خوار اعمال کی ترغیب دینے کے لیے ایک جنت بنائی گئی تھی۔ پہلے وہ حشیش (بھنگ) کے اثر سے اس طرح بے ہوش کر دیئے جاتے کہ ان کے دل میں کسی منشی چیز کے استعمال کا گمان بھی نہ گزرتا۔ بے ہوش ہوتے ہی خاص ذریعوں اور راستوں سے وہ اس جنت میں پہنچائے جاتے جہاں پہنچتے ہی وہ ہوش ربا اور دلستان حوروں کی آغوش شوق میں آنکھ کھولتے اور اپنے آپ کو ایک ایسے عالم میں پاتے کہاں کی خوشیاں اور مسرتیں ان کے حوصلے اور ان کے خیال سے بہت بالا ہوتیں۔ پر فضا وادیوں، روح افزا آبشاروں جاں بخش [illegible] میں وہ سیر کرتے۔ حوروں کی صحبت ان کی دلستانی کرتی۔ مے ارغوانی اس کے لبریز جام غالباً یہاں شراب طہور کا نام لے کر دیئے جاتے ہوں گے۔ انہیں دنیاوی افکار سے بے پروا کر دیتے۔ کچھ عرصے بعد وہ حسن کے پاس پھر پہنچائے جاتے۔ جہاں آنکھ کھول کر وہ اپنے آپ کو شیخ کے قدموں میں پاتے ان کو پھر جنت میں پہنچ سکنے کی امید دلائی جاتی اور انہیں لوگوں سے جنت کی چاہت پر یہ ظالمانہ کام لیے جاتے۔ بڑے بڑے امرا انہیں کے خنجروں سے قتل ہوئے اور انہی فدائیوں نے نظام الملک کی بھی جان لی۔ ان کی فدائیانہ ذہنیت کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ صلیبی سردار کاؤنٹ سائن شہر مسیات میں سنان کا مہمان ہوا۔ یہاں اسے قلعے کے برج دکھائے گئے۔ خاص کر وہ برج جو سب سے بڑا تھا۔ اس کے ہر زینے پر دو دو سپاہی ادب سے کھڑے تھے۔ ان کو

دیکھ کر باطنیوں کے حکمران سنان نے اپنی مسیحی مہمان سے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے فرمادار نبرد آزما سپاہی تمہیں نصیب نہیں۔ یہ کہتے ہی اس نے ایک زینے کی طرف اشارہ کیا اور اشارے کے ساتھ ہی وہ دونوں سپاہی جو وہاں کھڑے تھے نیچے گر پڑے اور اسی وقت مر گئے۔ یہ تماشہ دکھا کر سنان کہنے لگا یہی دو نہیں بلکہ یہ جتنے سپاہی سفید کپڑے پہنے کھڑے ہیں میرے ایک اشارے پر سب اسی طرح جان نثار کر سکتے ہیں۔" (70)

اس فدائی گروہ کے بارے میں ابن خلدون لکھتے ہیں:

ویعرفون لهذا العهد بالفداویة (71)

"اور یہ اس عہد کے فدائی جانے جاتے ہیں"۔

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

ونشت اذيتهم بالامصار بما كانوا يعتقدونه من استباحة الدماء فكانوا يقاتلون الناس وتجتمع لذلك جموع منهم يكمنون في البيوت ويتوصلون إلى مقاصدهم من ذلك (72)

"اور ان کی اذیت کی شہرت شہروں میں پھیل گئی کیونکہ وہ خون کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ پس وہ لوگوں کو قتل کرتے تھے اور اس کے لیے ان میں سے گروہ جمع ہوتے تھے۔ گھروں میں چھپ جاتے اور اپنے مقاصد تک پہنچ جاتے۔"

باطنی اپنی کاروائیوں میں یہودیوں کے دہشت گرد گروہ زیلوتیس سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

یقصد أحدهم أميرا من هؤلاء وقد استبطن خنجرا۔۔۔ فكان أحدهم يعرض نفسه بين يدي الامير حتى يتمكن من طعنه فيطعنه ويهلك غالبا ويقتل الباطني لوقته فقتلوا منهم كذلك جماعة (73) "ان میں سے کوئی ان امرا میں سے کسی کا قصد کرتا اور خنجر چھپا لیتا۔۔۔ پس ان میں سے کوئی اپنے آپ کو امیر کے سامنے پیش کرتا یہاں تک کہ اس کو خنجر مارنا ممکن ہو جاتا تو اسے خنجر مارتا اور اسے سخت طریقے سے ہلاک کرتا اور باطنی کو اسی وقت قتل کر دیا جاتا پس اس طرح انہوں نے ایک جماعت کو قتل کیا۔"

انہوں نے سلطان جلال الدین کو بھی قتل کیا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

ويسمون الفداوية لانهم يقتلون من أمرهم أميرهم بقتله ويأخذون ديتهم منه وقد فرغوا عن أنفسهم فوثبوا به فقتلوه وقتلتهم العامة (74)

"اور انہیں فدائی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اسے قتل کر دیا کرتے تھے جسے ان کا امیر قتل کرنے کا حکم دیتا تھا اور وہ اپنی دیت اس سے لیتے تھے اور وہ اپنی جان سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ پس وہ اس (سلطان جلال الدین) پر کودے اور اسے قتل کر دیا اور انہیں عام لوگوں نے قتل کر دیا۔"

اس دہشت گرد گروہ کو بادشاہ اپنے دشمنوں کو قتل کروانے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں:

يستعملهم الملوك في قتل أعدائهم على البعد غدرا ويسمون الفداوية أي الذين يأخذون فدية أنفسهم (75)

"ان و بادشاہ اپنے دشمنوں کو غداری کرتے ہوئے قتل کروانے کے لیے استعمال کرتے تھے اور انہیں فدائی کہا جاتا تھا یعنی وہ لوگ اپنی جان کا فدیہ لیا کرتے تھے۔"

ان کے گروہ کا اثر ڈیڑھ صدی سے زیادہ عرصے تک رہا۔ یہاں تک کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی ان کے دشمنوں نے ان کو فدائیوں سے قتل کروانے کی کوشش کی تاہم آپ اللہ کے فضل سے محفوظ رہے۔ اس زمانے میں ان کا سردار شیخ سنان تھا۔ امام ابن کثیر اس حوالے سے ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:

فارسل الحلبيون إلى سنان فأرسل جماعة لقتل السلطان. فدخل جماعة منهم في جيشه في زي الجند فقاتلوا أشد القتال. حتى اختلطوا بهم فوجدوا ذات يوم فرصة والسلطان ظاهر للناس فحمل عليه واحد منهم فضربه بسكين على راسه فإذا هو محترس منهم باللامة. فسلمه الله. غير أن السكين مرت على خده فجرحته جرحا هينا. ثم أخذ الفداوي رأس السلطان فوضعه إلى الارض ليذبحه. ومن حوله قد أخذتهم دهشة. ثم ثاب إليهم عقلهم فبادروا إلى الفداوي فقتلوه وقطعوه. ثم هجم عليه آخر في الساعة الراهنة فقتل. ثم هجم آخر على بعض الامراء فقتل أيضا. ثم هرب الرابع فأدرك فقتل (76)

"حلبیوں نے شیخ سنان کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے ایک جماعت سلطان کو قتل کرنے کے لیے بھیجی، پس ایک جماعت ان میں سے سلطان کی فوج میں فوجیوں کے لباس میں شامل ہوگئی۔ انہوں نے بہت شدید قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ خلط ملط ہو گئے۔ ایک دن انہوں نے موقع پایا اور سلطان لوگوں کے سامنے ظاہر تھے۔ تو ان میں سے ایک نے سلطان کے سر پر خنجر سے حملہ کیا۔ سلطان ان کے حملے سے سخت جنگی لباس کی وجہ سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا مگر خنجر آپ کے گال کے پاس سے گزرا تو آپ کو معمولی سا زخمی کر دیا۔ پھر ایک فدائی نے سلطان کا سر پکڑ کر انہیں زمین پر رکھ دیا تاکہ سلطان کو ذبح کر دے، جو لوگ سلطان کے پاس تھے انہیں دہشت نے آ لیا پھر ان کے پاس ان کی عقل لوٹ آئی تو انہوں نے فدائی کی طرف سبقت کی اور اسے قتل کر دیا اور اسے کاٹ دیا۔ پھر اسی وقت ان پر ایک اور فدائی نے حملہ کر دیا تو اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر ایک دوسرے فدائی نے بعض امرا پر حملہ کیا تو اسے بھی قتل کر دیا گیا پھر چوتھا بھاگ اٹھا اور اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔"

حسن بن صباح کے بعد ان میں شیخ سنان سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں بہت مشہور ہوا اس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں:

سنان بن سلمان بن محمد. أبو الحسن البصري. كبير الإسماعيلية وصاحب الدعوة النزارية. وكان أديباً. فاضلاً. عارفاً بالفلسفة وشيء من الكلام والشعر والأخبار. (77)

"سنان بن سلیمان بن محمد ابو الحسن بصری اسماعیلیہ کا بڑا رہنما اور نزاری فرقے کا داعی ہے۔ وہ ادیب، فاضل، فلسفی اور کلام و شعر و اخبار سے واقف تھا۔"

مؤرخین کے ان تمام حوالہ جات سے باطنی خودکش حملہ آوروں کی ذہنیت کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فدائی یہ کام دو مقاصد کی وجہ سے کرتے تھے۔ایک پیسے کے لیے اور دوسرا اپنے شیخ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے جس نے حشیش کے ذریعے خودساختہ جھوٹی جنت کا دھوکہ دے کر ان کی (Brain Washing) کردی تھی تاکہ وہ دوبارہ اسی جنت میں جانے کی تمنا کریں جس کا نظارہ وہ حالت نشہ میں کر چکے تھے۔اس گروہ میں زیادہ تر وہ نوجوان تھے جو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ تھے کیونکہ ایک کم علم،ان پڑھ اور جاہل شخص کو خاص تربیت کے مراحل سے گزار کر اس کے ذہن کو خاص خطوط کے مطابق تیار کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ان کو باہر کی دنیا سے دور بھی رکھا جاتا تھا تاکہ وہ حقیقت سے زیادہ آگاہ نہ ہوسکیں۔یہ بات بھی واضح ہے کہ باطنیوں کے خاص عقائد نے ان کو خونخوار اور فدائی بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا جیسے ان کا انسانوں کے خون کو مباح قرار دینا۔یہ ہمیشہ خودکش اور فدائی مشن پر ہوتے تھے۔اس وجہ سے انہوں نے اپنے اہداف کو بکثرت حاصل کیا۔ان کا طریق واردات یہودیوں کے دہشت گرد گروہ زیلوتیس سے بہت مشابہ تھا۔

کیا خودکش حملوں کا اصل سبب کوئی مذہب یا اسلام ہے؟

دنیا میں مذہب یا اسلامی شدت پسندی کو خودکش حملوں کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔حقائق کے مطابق یہ بات درست نہیں کیونکہ دنیا میں ایسے خودکش حملہ آور گروہ بھی ہیں جن کا تعلق کسی مذہب سے نہیں اور نہ ہی وہ خدا،رسول اور کسی الہامی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔اس حوالے سے بہت بڑی مثال تامل ٹائیگرز کی ہے جو نظریاتی طور پر ایک مارکسٹ اور لادین طبقہ رہا ہے۔تامل ٹائیگرز کا شمار دنیا کی ان دہشت گرد تنظیموں میں ہوتا ہے جو بہت بڑے پیمانے پر خودکش حملے کرنے کے سبب مشہور ہیں۔یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ 9/11 کے واقعے کے بعد سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ایک منصوبے کے تحت دہشت گردی اور خودکش حملوں کا منبع،مرکز اور سبب وحید اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو قرار دیا جس سے ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ٹی وی چینلز،اخبارات،انٹرنیٹ اور اس موضوع پر چھپنے والی کتابوں اور ریسرچ آرٹیکلز میں اسی جھوٹ کا پروپیگنڈا کیا جاتا رہا ہے کہ خودکش حملوں کا اصل سبب اسلام اور اس کے داعی اور مرتکب مسلمان ہیں۔جن کا اصل مقصد جنت میں 72 حوریں اور جنت کے محلات کا حصول اور شہید ہونا ہے۔جس کے لیے وہ خودکش حملہ آور بن جاتے ہیں اور خاص طور پر امریکی اور "مہذب" اقوام کو نشانہ بناتے ہیں۔ڈاکٹر بوز گارنر لکھتا ہے:

Radical Islamic activists chose this method for attacking civilians and military targets in various countries, such as Turkey, Chechnya, Iraq, Britain, USA, Jordan, Egypt, Indonesia, Israel, India etc. (78)

"متشدد اسلامی گروہوں نے خودکش حملوں کا انتخاب شہریوں اور فوجی اہداف کو مختلف ملکوں میں نشانہ بنانے کے لیے کیا ہے۔جیسے ترکی،چیچنیا،عراق،برطانیہ،امریکہ،اردن،مصر،انڈونیشیا،اسرائیل،بھارت وغیرہ"

یہ پروپیگنڈا اتنا زیادہ کیا گیا ہے ہمارے کئی مسلمان علماء، تجزیہ نگار، دانشور، جدت پسند، مغرب زدہ اور لکھاری اس کی زد میں آگئے جس کے نتیجے میں بعض نے اپنی تحریر وتقریر کا پورا زور اہل اسلام کو جہاد کا معنی، صبر کی فضیلت، دہشت گردی کی ہولناکیاں، حکمتیں اور مصلحتیں سمجھانے میں صرف کردیا۔ جبکہ بعض نے اسلام کی تعلیمات کو ہی مسخ کرنے کی کوشش شروع کردی تاکہ یہود ونصاریٰ ان کی پیش کردہ اسلام کی تعریف سے راضی اور خوش ہوتے ہوئے جانب مغرب ان کی طرف ایک کھڑکی کو وا کردیں۔ خودکش حملوں اور خودکش مشنز کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی کا سب سے پہلے خودکش حملہ آور ایک یہودی رہنما تھا جس نے اپنے خودکش حملے میں تین ہزار سے زائد افراد کو قتل کیا۔ خودکش حملوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان میں یہودی، مسیحی، ہندو، سکھ، ڈچ، جاپانی، جرمن، مارکسٹ، قوم پرست، لادین اور دیگر ملوث رہے ہیں۔ اس لیے ان کا موجد، داعی اور اصل سبب اسلام کو قرار دینا کسی طور پر درست نہیں ہے۔ رابرٹ اے پیپ اس حوالے سے اپنی تحقیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"My study surveys all 315 suicide terrorist attacks round the globe from 1980 to 2003. The data shows that there is not the close connection between suicide terrorism and Islamic fundamentalism that many people think. Rather, what all suicide terrorist campaigns have in common is a specific secular and strategic goal: to compel democracies to withdraw military forces from the terrorist' national homeland. Religion is rarely the root cause, although it is often used as a tool by terrorist organizations in recruiting and in other efforts in service of the broader strategic objective." (79)

"میری تحقیق دنیا میں ہونے والے 1980ء سے 2003ء تک 315 خودکش حملوں پر محیط ہے۔ معلومات یہ بتاتی ہیں کہ خودکش دہشت گردی اور اسلامی قدامت پسندی میں گہرا تعلق نہیں ہے، جیسا کہ لوگ سوچتے ہیں۔ بلکہ تمام خودکش تنظیموں کا جو ایک غیر دینی اور اسٹراٹیجک مقصد ہے وہ جمہوری قوتوں کو ان کے ممالک سے اپنی افواج نکالنے پر مجبور کرنا ہے۔ مذہب شاذ ونادر ہی اس کا اصل سبب ہے۔ اگرچہ مذہب کو اکثر ایک آلے کے طور پر دہشت گرد تنظیمیں خودکش حملہ آوروں کو بھرتی کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔"

خودکش حملوں کا بہت بڑا سبب کسی کمزور قوم پر خارجی قوت کا حملہ آور ہونا ہے۔ جب کوئی بیرونی حملہ آور کسی قوم کے وسائل پر قابض ہونے اور ان کے حقوق کو غضب کرنے کے لیے ان پر حملہ کرتا ہے تو وہ قوم دستیاب تمام تر ہتھیاروں کو بروئے کار لاتے ہوئے دفاع کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ تاہم جب وہ اس قدر کمزور پڑ جائیں کہ عوام وخواص کے لیے زندہ رہنا اور مرنا برابر ہو جائے یا ان کو ہر صورت اپنی موت ہی نظر آنے لگے تو پھر وہ خودکش حملوں کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں دشمن کا جانی اور مالی نقصان زیادہ سے زیادہ یقینی طور پر ہوتا ہے۔ انسانی بم ایک جدید ہتھیار کے طور پر سامنے آیا ہے اور جدید ترین صورتیں اختیار کرتا چلا جارہا ہے۔ ملک وقوم اور اپنے مذہب کے دفاع کے لیے دنیا کی مختلف افواج کا خودکش حملوں اور خودکش مشنز میں حصہ لینا تاریخ سے ثابت ہے۔ خودکش حملوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس میں یہود ونصاریٰ، ہندو، سکھ، جاپانی، جرمن، ڈچ، لادین، قوم پرست، مارکسٹ اور دیگر ملوث رہے ہیں۔ لہذا اس کا ذمہ دار مذہب کو قرار دینا یا اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنا انتہائی ظلم ہے۔ تاہم یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں اور معصوم انسانوں کے خلاف خودکش حملہ کرنا شرعاً حرام ہے۔

حواشی

الکتاب المقدس،ص:۳۹۶،

Colorado Springs.Co,ISBN.Jet Stream driveThe International Bible Society 1820(1)

5th Print 20060-074-56320-1

,The Holy Bible,Authorised King James Version,New York Oxford University Press(2)

Page:265, Humphrey Milford:London

Catholic Good News Bible with Apocrypha/Deuterocanonical books,The Bible(3)

.printed in China,ISBN 0007728166 edition 2005,Societies/Collins

American Bible Society, British Edition, Today's English Version,Good News Bible(4)

Page:233.916253647ISBN 0,1976

الکتاب المقدس،قضاۃ24:13(5)

Page:355,Good News Bible(6)

Page:265,The Holy Bible,Authorised King James Version(7)

(8) کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، قضاۃ، باب:۱۳۔۱۴۔۱۵۔۱۶

Page:265,The Holy Bible,Authorised King James Version(9)

(10) کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، قضاۃ، باب:۱۶:۳۰

United States of,Random House Trade Paperback 2006, Dying to Win.Robert A.Pape(11)

.Page:5,0-7338-8129- ISBN 0,America

.46606699 0: ISBN.Great Britain, understanding Power,Vintage 2003, Noam,Chomsky(12)

Page:304

(13)

Slections From English Verses Class 9th and 10th ,Edited by D.Y Morgan.O.B.E, Education Officer for Pakistan British Council(Chairman),Sindh Textbook Board, Jamshoro,Sindh ,Pakistan, Printed at The Times Press(Private)LTD Karachi.Page:44-45

(14)

Robert A.Pape, Dying to Win, 2006 Random House Trade Paperback, United States of

America, ISBN 0-8129-7338-0, Page: 11.

(15)

http://www.jewishencyclopedia.com/view.jsp
?artid=49&letter=Z&search=zealots#ixzz1S3vPFypE

(16) تفصیل کے لیے(13.Acts i 15.Luke vi)مطالعہ فرمائیں۔

Robert A.Pape, Dying to Win, Page: 12.(17)

Ibid. Page: 34.(18)

Gabriel Palmer-Fernandez, Editor Routledge, Encyclopedia of Religion and War, (19)
Published in 2004 by Routledge 29 West 35th Street NewYork,NY 10001

(20) سوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر، تاریخ الخلفاء، ص: 106-107 ،قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ کراچی

(21) بخاری، عبداللہ بن اسماعیل، صحیح البخاری، رقم الحدیث:3700

(22) ایضاً

(23) عینی، علامہ بدرالدین، عمدۃ القاری، ج:16 /ص:291، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ پاکستان

(24)

Webster's Dictionary (3rd Edition) page 736, Macmillon USA, Library of Congress
Cataloging-in-Publication Data 1920, ISBN 0-02-861673-1.

(25)

.Albert Axell and Hideaki Kase, Kamikaze Japan's Suicide Gods, Pearson Education
Limited, great Britain 2002, ISBN 0582 77232 X, Page 9

(26)

Fazal ur Rehman Ansari, Islam and Christianity in the Modern World, The World
Federation of Islamic Missions , North Nazimabad , Karachi, Pakistan, Page: 206

(27)

.Albert Axell and Hideaki Kase, Kamikaze Japan's Suicide Gods, Page 9

(28)

. Robert A.Pape, Dying to Win, , Page: 13

(29)

Emiko Ohnuki-Tierney, Kamikaze Cherry Blossoms and Nationalism, The University of
Chicago Press,USA, ISBN 0-226-62090,Page: 3-4

(30)

Albert Axell and Hideaki Kase, Kamikaze Japan's Suicide Gods, Page 49-50

(31)

Christoph Reuter, My life is a Weapon, Manas Publications in collaboration with Princeton University Press, New Dehli, India 2005, ISBN 81-7049-232-7 page 131-132

(32)

. Albert Axell and Hideaki Kase, Kamikaze Japan's Suicide Gods, Page 118

(33)

. Ibid. Page 120-121-122

(34)

. Robert A.Pape, Dying to Win, Page: 13-36

(35)

. Christoph Reuter, My life is a Weapon, page 136

(36)

. Robert A.Pape, Dying to Win, Page: 139

(37)

. Ibid. Page: 4

(38)

. Ibid. Page: 139

(39)

. Ibid. Page: 140

(40)

. Christoph Reuter, My life is a Weapon, page:158

(41)

. Robert A.Pape, Dying to Win, Page: 141-142

(42)

18-تامل پر ہونے والے مظالم ،ان کے تعارف اور مقاصد کے حوالے سے ان ویب سائٹس کو دیکھیں:

www.tamil.net---www.elamweb.com

(43)

Robert A.Pape, Dying to Win, 2006 Random House Trade Paperback, United States of America, ISBN 0-8129-7338-0, Page: 144

(44)

. Christoph Reuter, My life is a Weapon, Manas Publications in collaboration with Princeton University Press, New Dehli, India 2005, ISBN 81-7049-232-7 page 160

(45)

Robert A.Pape, Dying to Win, 2006 Random House Trade Paperback, United States of America, ISBN 0-8129-7338-0, Page: 152

Ibid. Page: 153(46)

. Ibid. Page: 226(47)

. Ibid. Page: 156(48)

. Ibid. Page: 157(49)

. Ibid. Page: 154(50)

(51)

Dr. Gurmit Singh Aulakh,,President Council of Khalistan, April 1, 2009 VAISAKHI MESSAGE TO THE SIKH NATION, http://www.khalistan.com. Retrieved on 19/1/2012

(52)

Robert A.Pape, Dying to Win, 2006 Random House Trade Paperback, United States of America, ISBN 0-8129-7338-0, Page: 162

(53)

جس دیش میں گنگا بہتی ہے، ثریا حفیظ الرحمن، دوست پبلیکیشنز، اسلام آباد ص:138-142-145

(54)

http://www.guardian.co.uk/world/2004/oct/16/iraq.usa/

Retrieved on 18/16/2012

(55)

http://www.suicide.org/army-suicide-rate-increases-in-iraq.html

Retrieved on 1/5/2012

(56)

http://www.bbc.co.uk/news/world-us-canada-18371377

Retrieved on 27/8/2012

(57)

ttp://www.usatoday.com/story/news/nation/

2012/12/23/official-navy-seal-died-of-apparent-suicide/1787589/

Retrieved on 25/12/2012

(58)

Emile Durkheim, Suicide, A STUDY IN SOCIOLOGY, TRANSLATED BY JOHN A. SPAULDING AND GEORGE SIMPSON, EDITED WITH AN INTRODUCTION BY GEORGE SIMPSON, Printed in the United States of America by American Book-Knickerbocker Press, New York, First Printing January 1951, Page: 221

(59)

. Emile Durkheim, Suicide, A STUDY IN SOCIOLOGY, TRANSLATED BY JOHN A. SPAULDING AND GEORGE SIMPSON, EDITED WITH AN INTRODUCTION BY GEORGE SIMPSON, Printed in the United States of America by American Book-Knickerbocker Press, New York, First Printing January 1951, Page: 217-240

(60) http://www.embassyofisrael.co.uk/news/in-the-media/remembrance

-day-for-the-fallen-of-israels-wars-and-israel-independence-day/

Retrieved on 18/16/2012

(61)

Catholic Good News Bible, The First Book of Maccabees, Introduction, The Bible Societies/Collons,3rd Edition 2005,The Apocrypha, Page 124

(62)

Ibid. 2 Maccabees:6:18-31

(63)

Ibid. 2 Maccabees:14:37-46

(64)

Beevor, Antony. The Fall of Berlin 1945, Penguin Books, 2002, Page 238

http://www.scribd.com/doc/22366467/The-Fall-of-Berlin-1945#download

Retrived on 18/06/2012

(65)

ساگر، طارق اسماعیل، جاسوس کیسے بنتا ہے؟ سیونتھ سکائی پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، پاکستان، سن اشاعت: ستمبر 2005 صفحہ: 166

(66)

http://www.republicanchina.org/Taierzhuang-Campaign.pdf, Retrieved on 25/07/2016

(67) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج: ۸ /ص: 354-355، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، طبع اول 1973ء

(68) ڈاکٹر زاہد علی، تاریخ فاطمین مصر، نفیس اکیڈمی کراچی، طبع سوم 1975ء، ج: ا /ص: 162-163

(69) ڈاکٹر زاہد علی، تاریخ فاطمین مصر، نفیس اکیڈمی کراچی، طبع سوم 1975ء، ج: ا /ص: 319-320

(70) ڈاکٹر زاہد علی، تاریخ فاطمین مصر، نفیس اکیڈمی کراچی، طبع سوم 1975ء، ج: ا /ص: 172 تا 174

(71) عبدالرحمن بن محمد مالکی ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیت الافکار الدولیہ، ص: 39

(72) عبدالرحمن بن محمد مالکی ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیت الافکار الدولیہ، ص: 959

(73) عبدالرحمن بن محمد مالکی ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیت الافکار الدولیہ، ص: 960

(74) عبدالرحمن بن محمد مالکی ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیت الافکار الدولیہ، ص: 1314

(75) عبدالرحمن بن محمد مالکی ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، بیت الافکار الدولیہ، ص: 961

(76) ابوالفداء ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، اسماعیل بن کثیر دمشقی، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان، ج: 14 /ص: 270،

(77) ذہبی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان، تاریخ الاسلام، ج: 9 /ص: 174، المکتبۃ الشاملۃ

(78)

Ganor, Boaz, Countering Suicide Terrorism, ICT, Page : 6

http://www.ict.org.il

Retrieved on 18/06/2012

(79)

Robert A.Pape, Dying to Win, 2006 Random House Trade Paperback, United States of America, ISBN 0-8129-7338-0, Page: 38